فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

مُحدّثِ

مُدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ
محدث
لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

مُحدّث

لاہور

جلد نمبر ۲۶ | شعبان ۱۴۱۵ھ / جنوری ۱۹۹۵ء | عدد نمبر ۴

اس شمارے میں

فکر و نظر — چیچنیا کا جہاد آزادی .... اداریہ — ۲

کتاب و حکمت — ترجمان القرآن .... نواب صدیق حسن خان — ۱۰

حدیث و سنت — حدیث "کلمۃ الحکمۃ ضالۃ ...." غازی عزیر — ۲۱

مقالات — جنات کا انسان میں حلول ..... سعید مجتبیٰ سعیدی — ۳۲

سید سلیمان ندوی" کی دینی خدمات ..... ڈاکٹر حمید اللہ — ۳۷

اداریات — اشاریہ "محدث" ۹۲ - ۹۴ء ...... حافظ حسن مدنی — ۴۴

تذکرۃ المشاہیر — مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی" ..... محمد عبدہ الفلاح — ۵۱

حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے زاہد بشیر پرنٹرز
ریٹی گن روڈ، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا

مجلسِ ادارت

حافظ عبدالرحمٰن مدنی
مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
حافظ حسن مدنی

بدلِ اشتراک

زرِ سالانہ : 100 روپے
فی پرچہ : 10 روپے

دفتر رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴
فون: ــــــ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چیچنیا (شیشان) کا جہادِ آزادی

روس نے اپنی روایتی مُسلم دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے افغانستان کی تباہی اور بوسنیا میں شرمناک کردار ادا کرنے کے بعد بالآخر آزادی کا اعلان کرنے والی مسلمان ریاست جمہوریہ چیچنیا جسے مقامی زبان میں "چیچنیا" کہتے ہیں، پر فوجی چڑھائی کرکے مسلح جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے قبل وہ سابقہ سوویت یونین سے آزاد ہونے والی دیگر مسلم ریاستوں، خصوصاً تاجکستان میں حتی المقدور فوجی مداخلت کرتا رہا ہے۔ رشین فیڈریشن کی دیگر ریاستوں کے سامنے بے بس ہو کر اس نے انتقامی کارروائی کے لئے چیچنیا کا انتخاب کیا اور انسانی حقوق اور حق خود ارادیت کے اعلیٰ و ارفع اصولوں کو پامال کرتے ہوئے "آئین کی بحالی" کے نام پر اس نومولود ریاست پر آتش و آہن کی بارش کر دی۔ ہوائی اڈے اور طیاروں کو تباہ کرنے کے علاوہ شہری آبادیوں پر بے دریغ بمباری کرکے بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا گیا۔ روسی افواج جس طرح قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہوئے چیچنیا میں داخل ہوئی ہیں، وہ ظلم و بربریت کی بدترین مثال ہے۔ وہ اپنی کارروائی جلد از جلد مکمل کرنا چاہتی ہیں تاکہ عالمی ضمیر جاگنے سے پہلے یہاں روس کا قبضہ ہو جائے۔ عالمی سطح پر جو ابتدائی ردعمل سامنے آیا، اس سے دوہرے معیار اور دوغلی پالیسیوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یورپ کے بعض ممالک، امریکی نائب صدر الگور اور ان کے ایک ترجمان نے اسے روس کا اندرونی معاملہ قرار دے کر مطلوبہ مقاصد کم سے کم وقت میں حاصل کرنے کا عندیہ دیا ہے۔ خود اسلامی ممالک کے مجبور و بے بس سربراہوں نے کاسابلانکا کانفرنس میں اس معاملہ پر خاموشی اختیار کرکے بے حسی کا ثبوت دیا ہے۔ اس مظلوم ریاست کے باشندوں کی خصوصی فریاد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے تاکہ وہ اپنی رحمت سے ان کے لئے حامی و ناصر اور مددگار مہیا کرے اور انہیں ظالموں کے شکنجہ سے نجات دلائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی حملہ کا حکم دینے کے بعد روسی صدر بورس یلسن ناک کے اپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل ہو گئے تاکہ وہ ہونے والی قتل وغارت گری سے اپنی لاعلمی کا بہانہ کر سکیں۔ اس سے قبل وہ چیچنیا کے صدر جعفر دادایوف کا تختہ اُلٹنے کی سازشیں پروان چڑھاتے رہے جو کامیاب نہ ہو سکیں۔ پچاس سالہ صدر جعفر دادایوف سابقہ پائلٹ ہیں جو ماسکو کی یوری گاگرین ایئر فورس اکیڈمی میں زیر تربیت رہے اور بعد میں روسی مسلح افواج میں جنرل کے عہدہ تک پہنچے۔ وہ ماضی میں کراٹے کے چیمپئن رہے ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ جس پامردی اور استقلال سے انہوں نے روسی جارحیت کا مقابلہ کیا، اپنی مثال آپ ہے۔ ان پر متعدد قاتلانہ حملے ہوئے، مسلح بغاوت کی ناکام کوششیں ہوئیں، روس کے ایماء پر عمراتز خانوف کی قیادت میں ان کا تختہ اُلٹنے کی سازش ہوئی۔ آخرکار تمام اخلاقی حدود وقیود کو بالائے طاق رکھ کر روسی قیامت نے اس چھوٹی سی ریاست کو ہر قیمت پر فوجی قوت کے ذریعہ کچلنے کا فیصلہ کر لیا۔ حملہ کے بعد دارالحکومت گروزنی کے باشندوں کو شہر چھوڑنے اور عالمی نشریاتی اداروں کے نمائندوں کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

چیچنیا کے مسلمانوں کو عظیم گوریلا لیڈر امام شامل ؒ کی زیر سرکردگی جہاد کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ کاکیشیا کا یہ خطہ زار روس نے ۱۸۵۹ء میں روس میں شامل کیا تھا۔ اس کے حصول کے لئے روسیوں کو ڈیڑھ سو سال تک جنگ لڑنا پڑی۔ ۱۹۴۳ء میں جنگ عظیم دوم کے دوران جب جرمن فوجیں یہاں کے دارالخلافہ گروزنی کے قریب پہنچیں تو وہاں کے باشندوں نے روسی ڈکٹیٹر سٹالن کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس طرح جرمن افواج نے چیچنیا کے مغربی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۹۱ء میں علیحدگی کے اعلان کے ایک سال بعد اس ریاست کا ایک حصہ انگشتیا کے نام سے روسی فیڈریشن میں شامل ہو گیا۔ لیکن چیچنیا کی حکومت اور عوام نے آزادی کا علم سربلند رکھا۔ خود روسی رائے عامہ چیچنیا پر فوجی حملہ کے خلاف گہرے جذبات رکھتی ہے۔ ایک روسی جرنیل نے گروزنی شہر پر بمباری سے انکار کرتے ہوئے سول آبادیوں پر فوجی یلغار کو غیر آئینی قرار دیا، جبکہ روسی افواج کے اول نائب کمانڈر انچیف جنرل ایڈورڈ ربوف نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا۔ مزید چھ اعلیٰ افسران کو احکامات کی خلاف ورزی پر برطرف کر دیا گیا۔ صدر یلسن نے چیچنیا کے عوام کو پیش کش کی کہ اگر وہ آزادی کا مطالبہ ترک کر کے ہتھیار ڈال دیں تو انہیں معاف کر کے شہری آزادیاں بحال کر دی جائیں گی اور انہیں آئینی حقوق دے کر فیصلہ عوام کے حق خود ارادیت کے مطابق کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ اس طرح انہوں نے آزادی کے سوال پر استصوابِ رائے یا ریفرنڈم کے امکان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن اس اعلان کے ساتھ ساتھ روس نے شہری آبادیوں پر کلسٹر بموں اور دیگر مہلک ہتھیاروں کے ذریعہ حملے جاری رکھے۔ اُدھر روسی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کر لی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ٹیشان کے خلاف فوجی آپریشن بند کیا جائے۔ ارکان پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس قرارداد کی نقول لے کر خود فوجی کمانڈروں کے پاس جائیں گے۔ وسطِ ایشیاء کی دیگر مسلمان ریاستیں اس جارحیت پر زیادہ عرصہ خاموش نہیں رہیں گی اور مستقبل میں روس کو ردِّعمل کے طور پر بھاری قیمت ادا کرنا ہوگی۔ ایک ایسی تہذیب کو جس کی تعمیر میں چودہ صدیاں صرف ہوئی ہوں، طاقت کے ذریعہ نہیں مٹایا جا سکتا۔ چیچنیا کے مذہبی اور ثقافتی رشتے صرف وسط ایشیاء سے نہیں، بلکہ پورے عالم اسلام سے ہیں۔ دنیا کے کروڑوں مسلمان اس کی آزادی اور سلامتی کے لئے دعاگو ہیں۔ پاکستان کی جانب سے حمایت پر وہاں کے مفتی اعظم ابراہیم بن اوہم نے شکریہ ادا کیا ہے۔ چیچنیا کے صدر جعفر داداایوف نے خطہ کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ روس کے خلاف جہاد میں ان کا ساتھ دیں۔ وزیر خارجہ یوسف شمس الدین نے پاکستان کی جماعت اسلامی کے امیر کو ایک خط میں تحریر کیا کہ

> "روسی استعمار سو فی صد مسلم آبادی پر مشتمل ہماری ریاست کو اپنی بدترین دہشت گردی کا نشانہ بنا رہا ہے۔ جہازوں اور ٹینکوں سمیت جدید ترین اسلحہ سے لیس پانچ لاکھ سے زائد روسی افواج نے چیچنیا کی تمام اہم تنصیبات کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ تمام سڑکوں پر قبضہ کر کے آمدورفت کے راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ ریاست کی عام آبادی نے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی ہے مگر ان کے احتجاج کو بندوق کے زور پر ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم مذہب، زبان، تہذیب، تمدن اور تاریخ، ہر اعتبار سے روس سے الگ ریاست ہیں مگر روس یہاں غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ گذشتہ کئی صدیوں سے ہم نے بے شمار قربانیاں دے کر اپنے مذہب اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ ہمیں اپنی قربانیوں اور مذہب پر فخر ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ آزمائش کی اس گھڑی میں پوری ملتِ اسلامیہ ہماری پشت پر ہوگی اور دشمن کی جارحیت کے مقابلہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کو ہر ممکن مدد فراہم کرے گی۔"

تیل کی دولت سے مالا مال یہ ریاست ماضی میں بھی جارحیت کا شکار رہی ہے۔ سولہویں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدی عیسوی کے بعد سے چیچنیا اور وسط ایشیاء کی دیگر مسلم ریاستوں کو روسی فتوحات کی وجہ سے جبر کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کٹھن دور میں وہاں کے باشندوں نے تصوف کا سہارا لے کر اپنا جہاد جاری رکھا۔ زار روس کے زمانے میں مسلمان ریاستوں میں زبردست قتل و غارت گری کی گئی۔ بہت سے مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت پر مجبور کر دیا گیا، جنہوں نے خلافتِ عثمانیہ میں پناہ لی۔ باقی ماندہ آبادی کو عیسائی بنانے کی مذموم کوششیں جاری رہیں۔

انقلابِ روس کے بعد سرکاری طور پر تمام شہریوں کو برابر قرار دیتے ہوئے مذہبی اقدار کو ختم کر دیا گیا۔ دیگر ریاستوں کے مقابلہ میں روس کو بڑا بھائی تسلیم کر کے اسے ثقافت کا معیار بنا کر پیش کیا گیا۔ علاقائی قومیتوں کو پروان چڑھایا گیا۔ مذہب کو پرائیویٹ معاملہ قرار دیا گیا۔ سب سے بڑا ادارہ کمیونسٹ پارٹی تھی جسے قومیوں پر بھی بالادستی حاصل تھی۔ مسلمانوں کی نسل کشی کے علاوہ انہیں روسی کلچر میں ضم کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر اقدامات کئے گئے۔ بطورِ ملت ان کا تشخص ختم کرنے کے لئے سٹالن نے ۱۹۲۴ء میں وسط ایشیاء کو قومی اور لسانی بنیادوں پر نئی انتظامی حیثیت دیتے ہوئے اسے ازبک، ترکمان، تاجک، کرغیز، قزاق اور کراکل پاک کے نام سے چھ ریاستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ مذہب اسلام کو نابود کرنے کے لئے سوویت یونین میں سب سے بڑی مہم کا آغاز ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ اس سے قبل عیسائیت کی بیخ کنی شروع ہو چکی تھی۔ بالشویک دانشوروں کا موقف یہ تھا کہ مسلمانوں اور دیگر استحصالی دور کی یادگار کی صورت میں پائے جانے والے اوہام، جو انہیں تعمیری کاموں سے روکتے ہیں، کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ ان کے نزدیک مذہب عوام کے لئے افیون کی حیثیت رکھتا تھا، جو انہیں استحصالی طبقوں کے خلاف صف آراء ہونے سے روکتا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ مذہب ایک مسحور کن، اغلاط سے پُر، غیر سائنسی شے ہے، جو انسانوں کو جنت کے نام پر کسی اور دنیا کے خواب دکھاتا ہے، جبکہ کیمونزم خود دنیا کو جنت بنانے کا داعی ہے۔ اس فلسفہ میں مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ یہ پارٹی کے پروگرام سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ لہٰذا اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرنا اور اسے شکست دینا انتہائی ضروری ہے۔ نام نہاد دانشوروں کے اس قسم کے دلائل پر مبنی مضامین سرکاری رسائل "سائنس اور مذہب" اور "سائنسی الحاد کے مسائل" میں شائع کئے جاتے تھے۔ اسلام کے خلاف یہ الزام بھی تھا کہ یہ ایک اجنبی، بدیسی مذہب ہے جسے عرب، ایرانی، ترک اور دیگر حملہ آور وسط ایشیا اور کاکیشیا تک لائے تھے۔ نیز یہ کہ اسلام قدامت پرست ہے۔ بزرگوں کا ادب سکھا کر ان کی بالادستی قائم کرتا ہے۔ عورتوں کو ان کا جائز مقام نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا۔ اپنے پیروکاروں کو بنیاد پرستی اور کٹرپن سکھاتا ہے۔ کافر اور مسلمان کے درمیان فرق پیدا کر کے سوویت عوام کے درمیان دوستی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسلامی رسوم و رواج مثلاً بچوں کے ختنے کرانے اور رمضان کے روزے رکھنے کو پرانی یادگار، ظالمانہ، فرسودہ اور صحت کے لئے مضر بتایا گیا۔ اسلامی ثقافت اور اخلاقیات کو جمود کا شکار گردان کر اسے روسی ثقافت اور اخلاقیات کے راستہ میں رکاوٹ سے تعبیر کیا گیا۔ مذہب دشمن پراپیگنڈہ کرنا ہر روسی کی اخلاقی ذمہ داری قرار پایا۔ اخبارات و رسائل، فلم، تھیٹر، نمائشوں، عجائب گھروں، ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذریعے مذہب کو مطعون کرنے کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ مسلم اوقاف پر زبردستی قبضہ کا سلسلہ ۱۹۳۰ء میں مکمل کر لیا گیا تاکہ مسلمان علماء کی معاشی قوت ختم ہو کر رہ جائے۔ اسلامی شریعت کو سبوتاژ کرنے کے لئے روائتی مسلم عدالتوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ مرد عورت کو برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا حکم دیتے ہوئے تعددِ ازدواج سے منع کر دیا گیا۔ مسلمان لڑکیوں کی جلد شادی اور پردے کا رواج ختم کر دیا گیا۔ لیکن یہ سب کچھ ختم کرنے کے باوجود روسی معاشرہ میں عورت کا استحصال جاری رہا اور اس نے نئی شکلیں اختیار کر لیں۔ نئے کلچر نے عوام کو سکھ پہنچانے کی بجائے پہلے سے زیادہ گھمبیر مسائل میں اُلجھا دیا۔

مذہب اور الحاد کی اس کھلی جنگ کو طویل بنیادوں پر لڑنے کے لئے مسلمانوں نے تین طرح کے رویئے اختیار کئے۔ سب سے پہلا طریقہ جہاد کا تھا جسے صوفیاء کی سرکردگی میں جاری رکھا گیا۔ دوسرا رویہ مارکسزم اور دیگر باطل نظریات کو دلائل کی بنیاد پر شکست دینے کا تھا۔ تیسرے رویہ میں کفر کے ساتھ عارضی طور پر مد، تعاون پر مبنی پالیسی کے ذریعہ اپنی بقاء کو ممکن بنایا گیا۔

صوفیاء کا جہاد اشتراکی انقلاب سے بھی پہلے سے جاری تھا۔ چیچنیا کی گوریلا جنگ، بسماچی تحریک اور چیچنیا کی ۴۲-۱۹۴۱ء کی بغاوت مشہور واقعات ہیں۔ یہ جہاد زیادہ تر نقشبندی سلسلہ اور کسی حد تک قادری سلسلہ کے پیروکاروں نے لڑا۔ مخدوش حالات میں انہوں نے اپنے وابستگان کو زیر زمین چلے جانے اور اپنے علوم اور روایات کو چھپ کر جاری رکھنے پر زور دیا جس پر سوویت روس کے خاتمہ تک عمل ہوتا رہا۔ قرآن کریم اور عربی زبان کی تعلیم محدود پیمانے پر جاری رہی۔ اس طرح مسلم قومیت کا تحفظ غیر محسوس طور پر کیا گیا۔ اسلامی نام رکھنے، بچوں کے ختنے کرانے اور رمضان کے روزے اہتمام کے ساتھ رکھنے پر عمل ہوتا رہا۔ عید کے تہوار بھی منائے جاتے۔ سیکولر کہلانے کے باوجود مسلمان کمیونسٹ اسلامی شعائر پر عمل کرتے رہے۔ پاکستان کے ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف تاریخ دان پروفیسر احمد حسن دانی نے یہ دلچسپ واقعہ سنایا کہ سوویت یونین کے آخری ایام میں یونیسکو کے زیر اہتمام ایک تعلیمی پراجیکٹ کے سلسلہ میں وہ وسط ایشیا کے دورے پر گئے۔ ان کی مسلمان گائیڈ نے انہیں اپنے اہل خانہ کے ساتھ کھانے کی دعوت دی اور بتایا کہ ہم اسلامی رسوم پر عمل کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، عید مناتے ہیں، اس لحاظ سے ہم مسلمان ہیں۔ لیکن چونکہ ہم خدا پر یقین نہیں رکھتے اس لئے ہم کیمونسٹ ہیں۔ یہ بیک وقت عبرتناک اور مضحکہ خیز صورت حال مسلم ریاستوں کی آزادی تک جاری رہی، جس کے بعد وہاں کی مسلم اقوام نے اپنے اصل عقائد کی طرف رجوع کر کے ایک خدا پرست معاشرہ کی بنیادیں رکھنا شروع کر دیں۔

بعض مسلمان کیمونسٹوں نے سوویت حکومت میں رہتے ہوئے اسلامی اور مارکسی تعلیمات کو ایک ساتھ پیش کرنے کا تجربہ کیا، انہوں نے تجدد پسندوں کی راہ کو اپنایا، جو قرآن کی تشریح اپنے نظریات کی روشنی میں کرنا چاہتے تھے۔ مارکسزم کی تشریح بھی انہوں نے اسی انداز میں کی۔ اس طرح اسلامی طریق زندگی کے کچھ گوشوں کو محفوظ رکھنے کی مساعی کی گئیں۔ انہوں نے اسلام کو مکمل طور پر ختم کرنے کی بجائے اسے سیکولر بنیادوں پر اپنایا اور اس کی اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی اہمیت کو برقرار رکھا۔ اس سارے عمل میں نئے روسی کلچر کو بالادستی حاصل رہی۔ بعد میں اشتراکی انقلاب دیگر ممالک تک برآمد کرنے کی ضرورت پیش آئی تو یہ محسوس کیا گیا کہ دیگر معاشروں میں پرولتاری جدوجہد میں مقامی علماء کو شامل کرنا بہتر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس طرح جزوی طور پر مذہب کا سہارا لینے کا سلسلہ شروع ہوا۔

روسی تسلط تلے دبے ہوئے مسلمانوں کو دنیا نے عرصہ دراز تک فراموش کئے رکھا۔ روسی زبان اور رسمُ الخط کو زبردستی وسط ایشیا کے مسلمانوں پر مسلط کیا گیا اور قرآنی تعلیمات اور عربی رسم الخط کے خاتمہ کی ہر ممکن کوشش ہوئی۔ اشتراکی انقلاب سے کچھ پہلے جب وہاں کے مسلمانوں نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے کام کا آغاز کیا تو انہوں نے عوام کی رہنمائی کے لئے "دنیائے اسلام"، "اسلامک ریویو"، "عوام کی جانب" اور "آوازِ ترکی" کے ناموں سے مختلف رسائل کا اجراء کیا۔ ترکی اور ایران کی تہذیبوں اور زبانوں نے اس خطہ کو بہت متاثر کیا ہے۔ سوویت روس کے آخری ایام میں ایرانی انقلاب نے اس خطہ کو بہت متاثر کیا ہے۔ سوویت روس کے آخری ایام میں ایرانی انقلاب کے بانی آیتُ اللہ خمینی نے روس کے صدر میخائل گورباچوف کو ایک تفصیلی خط لکھا جس میں مارکسزم کو ترک کر کے اسلامی تہذیب و ثقافت اپنانے پر زور دیا گیا تھا، اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو مستقبل کے واحد نجات دھندہ نظریہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ اس جرأت مندانہ اقدام سے دنیا کی توجہ ایک نئی آئیڈیالوجی کی طرف مبذول ہوئی۔ اس خط کو نوشتہ دیوار کی حیثیت حاصل ہے جس میں زوال پذیر سلطنت کے حکمرانوں کو تنبیہہ کی گئی تھی کہ وہ صرف اسلام کو بالاتر نظریہ کے طور پر اپنا کر اپنے بکھرتے ہوئے وجود کو سلامت رکھ سکتے ہیں۔ روس میں ایرانی انقلاب کو اس لئے کچھ پذیرائی حاصل ہوئی کہ یہ مستکبرینِ جہاں کے خلاف مستضعفین کی جدوجہد کی نمائندگی کر رہا تھا۔ البتہ ساٹھ سالہ روسی تسلط کے دوران چیچنیا اور دیگر مسلم ریاستوں میں شیعہ، سُنّی کا اختلاف تقریباً دم توڑ چکا تھا جو ایک مثبت علامت تھی۔

خروشیف کے بعد اقتدار سنبھالنے والے حکمرانوں نے سخت آہنی پردہ سرکانا شروع کیا تو بیرونی دنیا سے وہاں کے مسلمانوں کے روابط پیدا ہوئے۔ اس نرمی کا بڑا مقصد دنیا کو سوشلزم کی برکات اور نتائج سے روشناس کرانا تھا۔ روس نے یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی کہ چیچنیا سمیت روسی مسلمان ریاستوں میں معاشی خوشحالی کے علاوہ آزادی کا دور دورہ ہے۔ اس طرح اسلامی دنیا کے دل میں روس کے لئے نرم گوشہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ کانفرنسوں کا انعقاد شروع ہوا اور باہر سے کئی وفود منگوائے گئے۔ روس کے مسلمان مفتیوں کو بیرونی دوروں پر بھیجا گیا۔ ذرائع ابلاغ سے اس ضمن میں خصوصی پروپیگنڈا کیا گیا۔ تاشقند کے مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر بیرونی وفود روس کے دورے پر گئے۔ سرکاری استقبال کے بعد انہیں دو بڑے مدرسوں . میر عرب، اور "امام اسمٰعیل بخاری" کی سیر کرائی گئی۔ انہیں سمرقند اور باکو بھی لے جایا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں جمعیت علماء اسلام پاکستان، ینگ مسلم سوسائٹی مصر، ۱۹۷۵ء میں صومالیہ، ۱۹۷۶ء میں افغانستان اور ۱۹۷۸ء میں ترکی، پاکستانی اور اُردنی علماء دورے پر آئے جبکہ وسط ایشیا کے علماء نے مراکش، شمالی یمن، عراق، اردن اور مصر کا دورہ کیا۔ الازہر یونیورسٹی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ ۱۹۷۵ء میں مکہ میں منعقد ہونے والی مساجد کانفرنس میں بابا خانوف کا استقبال شاہ خالد نے کیا۔ اس سال بھارت (لکھنؤ) صومالیہ اور موریطانیہ کے لئے وفود روانہ ہوئے۔ اگلے سال عیسائی، مسلم کانفرنس طرابلس میں اور اس کے بعد الجزائر، بنگلہ دیش، پاکستان (کراچی)، نائجر، مالی، سینگال، ترکی (استنبول) میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں وفود بھیجے گئے۔

افغانستان میں مداخلت کے ساتھ ہی روس کا زوال شروع ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ افغانستان میں جلد از جلد کامیابی حاصل کر کے وسط ایشیا کے حوالہ سے اپنے وفاق کو مضبوط بنائے۔ لیکن وہ جنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

میں ایسا اُلجھا کہ اس کے لئے جانبر ہونا ممکن نہ ہو سکا۔ دس سالہ جنگ میں سوویت یونین کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ مشرقی یورپ آزاد ہو گیا۔ دیوار برلن ٹوٹ گئی۔ بیسویں صدی کا عظیم معجزہ اہل اسلام کی قربانیوں کے نتیجہ میں رونما ہوا۔ وسط ایشیا کی آزادی کے بعد اسے پاکستان سے دور رکھنے کے لئے افغانستان میں طویل خانہ جنگی کو جنم دیا گیا۔ تاجکستان کو دوبارہ سیکولر بنانے کی کوشش ہوئی اور آخر کار چیچنیا کے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا۔

سابقہ سوویت یونین کی فوج تقریباً ۲۵ فیصد مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اب بھی روسی فوج میں مسلمان اور ان کے ہمدرد موجود ہیں۔ اس لئے چیچنیا پر روسی حملہ اس کے لئے زیادہ مثبت نتائج کا حامل نہیں ہو سکتا۔ چیچنیا اور وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے باشندے آزادی سے قبل قومیت کی بنیاد پر سوچتے تھے۔ لیکن اب ان کی سوچ قومیت پرستی سے بالاتر ہو چکی ہے اور وہ مسلم اُمّہ کے عظیم دھارے میں شامل ہونے کے لئے بے قرار ہیں۔ لیکن خود مسلم اُمّہ اضمحلال کا شکار ہے اور مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اگرچہ اسلام جغرافیائی حدود و قیود کا پابند نہیں ہے۔ اور اصولی طور پر دنیا بھر میں ایک ہی اسلامی حکومت اور اس کا ایک ہی سربراہ ہو چاہئے تاکہ وہ مسلمانوں کے مسائل مجموعی طور پر حل کرنے کی پوزیشن میں ہو۔ لیکن اغیار کی سازشوں اور اسلام دشمن قوتوں کے ایماء پر ہمارے حکمرانوں نے اسلامی دنیا کو بندر بانٹ کے ذریعہ تقسیم کر کے اسے غیر مؤثر کر رکھا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے مسلم ممالک کا گروپ اقوام متحدہ میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے باوجود کسی مسلمان ملک کو یا مجموعی طور پر اسلامی گروپ کو سیکورٹی کونسل میں ویٹو کا حق حاصل نہیں ہے۔ بے اختیاری کی اس کیفیت سے نکلنے کے لئے ضروری ہے کہ اجزائے امت آپس میں متفق ہو کر اپنی آواز بلند کریں۔ امتیازی پابندیاں خواہ وہ کسی ایک ملک کی جانب سے ہوں یا اقوام متحدہ کی طرف سے، قبول نہ کی جائیں۔ عراق، ایران، لیبیا اور سوڈان کے خلاف لگائی جانے والی پابندیوں کو توڑ کر اور حقوق انسانی کی پامالی تسلیم نہ کر کے عالمِ اسلام اپنا راستہ خود بنا سکتا ہے۔ چیچنیا کی آزادی اور بقا کا مسئلہ بھی اس اُمر کا متقاضی ہے کہ مسلمان ممالک ایک متفقہ موقف اپنائیں اور اپنے مظلوم بھائیوں کو جبر، غلامی اور ذلت کی زندگی سے نجات دلانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ آزادی کے بعد وہاں کے باشندے اسلامی تشخص کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اگر روس انہیں دوبارہ محکوم بنانے میں کامیاب ہو گیا تو اس کا اگلا نشانہ وسط ایشیا کی مسلمان ریاستیں ہوں گی، جہاں وہ پہلے ہی "بگ باس" کی حیثیت حاصل کئے ہوئے ہے۔

(ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب و حکمت

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
پروفیسر حافظ محمد اسرائیل

ترجمان القرآن

(انسائیکلوپیڈیا آف قرآن)

آیت نمبر: ۱۲۵

"اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور جائے امن مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو۔"......

تشریح:

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ اس گھر سے اپنی حاجت پوری کر کے اہل و عیال کی طرف جاتے ہیں تو دوبارہ اس گھر کو آنے کی خواہش کرتے ہیں، یعنی بار بار آتے ہیں اور اس کو ٹھکانہ بنالیتے ہیں"۔ یہی بات ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین" نے بھی کہی ہے کہ جو کوئی یہاں سے لوٹ کر گھر کو جاتا ہے، اسے واپس آنے کا شوق لگا رہتا ہے، ہر قریہ، ہر بستی، شہر اور ملک سے لوگ دوڑ دوڑ کر یہاں آتے ہیں۔ شاعر نے کہا ہے:

جعل البیت مثابا لهم ——— لیس منه الدهر یقضون الوطر

"بیت اللہ کو ان کے لیے اللہ نے ٹھہرنے کی جگہ بنایا۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں لوگوں نے اس کے طواف کی آرزو کو پورا نہ کیا"

(یعنی "یکبار دیدم و بارِ دیگر ہوس دارم"۔ ایک بار دیکھا ہے، دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے)

دوبارہ می طلبم طواف کعبہ اے نواب
خدا دید بہ پر و بال من ہوائے دگر

"اے نواب! میں دوبارہ کعبے کا طواف کرنا چاہتا ہوں، اللہ میرے بال و پر کو دوسری دفعہ پرواز کیلئے ہوا میسر فرمائے"۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ پوچھو اہل موقف ہم سے دیوانوں کی بے تابی
یہاں مجمع ستایاں بھی تلاشِ یار میں آئی

"امن" سے یہ مراد ہے کہ یہاں لوگ بے خوف و خطر رہتے ہیں، اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں۔ ابو العالیہؒ نے کہا: یعنی دشمن کے ہتھیار اٹھانے سے اَمن میں ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں کفار ادھر اُدھر سے لوگوں کو اُچک لیتے تھے مگر حرم والوں کو تب بھی کوئی نہ پکڑتا تھا، نہ ستاتا تھا، یہ چین و آرام سے رہتے تھے۔ حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت سدی اور حضرت قتادۃ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ جو اس حرم میں آیا، وہ امن میں ہوا۔ ایک جماعت اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جو حرم میں پناہ لے لے، اس پر کوئی حد قائم نہ کی جائے، جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ﴾ ـــــ بعض نے کہا: یہ حکم منسوخ ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ اس پناہ گزین مجرم کو یہاں تک تنگ کیا جائے کہ وہ باہر آجائے، پھر اسے پکڑ کر سزا دی جائے۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "امن سے مراد ملجاء وماوی ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں کعبے کا شرف بیان کیا۔ جو وصف شرعاً اس کا تھا، واضح کیا کہ یہ ایسی جگہ ہے کہ جس کا شوق ارواح کو ہے۔ اگر کوئی ہر سال یہاں آئے تو بھی اس کا جی نہیں بھرتا، گویا اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا ﴿ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ ـــــــــــ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴾ قبول کی۔ پھر اللہ نے فرمایا: یہ وہ جگہ ہے کوئی کچھ بھی کرتا ہو، جب یہاں آجاتا ہے تو اس کو پناہ مل جاتی ہے۔ ابن زیدؒ نے فرمایا: "آدمی اپنے باپ بھائی کے قاتل کو دیکھتا مگر تعرض نہ کر سکتا"، جیسے اللہ نے فرمایا:

﴿ جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ ﴾

"یعنی اس گھر کی تعظیم کے سبب سے برائی دور کی جاتی ہے" (المائدہ: ۹۷)

اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اگر لوگ اس گھر کا حج نہ کریں تو اللہ آسمان کو زمین پر گرا کر ایک طبق کر دے۔ سو یہ شرف اس گھر کے بانی مبانی حضرت ابراہیمؑ (خلیل الرحمٰن) کی وجہ سے حاصل ہوا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا ﴾۔

"اور جب ہم نے ابراہیم کو گھر کا ٹھکانہ ٹھیک کر دیا کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ﴾

"پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے اور بابرکت ہے، جہان والوں کے لئے ہدایت کا سبب ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوتا ہے تو امن میں ہو جاتا ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا:

"یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش کے روز سے حرام کردیا ہے۔ سو یہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے قیامت تک حرام ہے۔ یہاں مجھ سے پہلے کسی شخص کو کسی شخص سے قتال کرنا حلال نہیں ہوا۔ میرے لئے بھی یہ صرف ایک ساعت حلال کیا گیا۔ اب وہ قیامت تک حرام ہے۔ نہ یہاں سے کانٹا کاٹا جائے، نہ شکار بھگایا جائے، نہ گری پڑی اٹھائی جائے۔ (مگر جو شخص اُسے بیت المال تک پہنچادے) اور نہ گھاس کاٹی جائے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر (گھاس)...... یہ بھٹیوں اور گھروں میں تنور کے کام آتی ہے"۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہاں اذخر اس سے مستثنیٰ ہے" (بخاری، مسلم)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو اجتہاد کرنا درست تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا اجتہاد وحی کے حکم میں شامل تھا۔

مقامِ ابراہیم

اس آیتِ کریمہ میں مقامِ ابراہیم پر خبردار فرما کر یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے پاس نماز پڑھا کرو۔ مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس مقام سے کون سی جگہ مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "سارا حرم مقامِ ابراہیم ہے" یہی بات مجاہد و عطاء سے مروی ہے۔ عطاء کا فرمان ہے:

"سارا حرم مقامِ ابراہیم ہے"۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: "مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم کھڑے ہو کر حضرت اسمٰعیل کو پتھر اٹھا کر دیتے تھے۔ اللہ نے اس پتھر کو رحمت ٹھہرایا ہے"۔ سدیؒ نے کہا: "مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو حضرت اسمٰعیلؑ کی بیوی نے اٹھا کر حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیمؑ کے قدموں میں رکھ کر حضرت اسمٰعیلؑ کا سر دھویا تھا"۔ قرطبی نے اسے ضعیف اور دوسروں نے اسے راجح کہا ہے۔ امام رازیؒ نے اس کو حسن بصری، قتادۃ، اور ربیع بن انس رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ نے جب حج میں طواف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ ہمارے باپ کا مقام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا ہم اس کو مصلیٰ نہ بنائیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی" (ابن ابی حاتم)

یہ وحی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی۔ اسی طرح بہت جگہ وحی نے ان کی رائے سے مطابقت کی ہے۔ ایسے کل اٹھارہ مقامات ہیں، جنہیں سیوطیؒ نے ایک علیحدہ رسالے میں جمع کر دیا ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبۃ اور ابن مردویہ نے بھی روایت کیا ہے۔ لفظوں کا معمولی فرق ہے مگر معنی ایک ہے۔

بخاری شریف میں ہے، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا، یا مجھ سے میرے پروردگار نے تین باتوں میں موافقت کی:

۱۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کاش آپ ﷺ اس مقامِ ابراہیم کو اختیار کرتے، اس پر آیت نازل ہوئی۔

۲۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ کے پاس نیک وبد سب طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ﷺ اُمہات المؤمنین کو پردے کا حکم دیتے، اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔

۳۔ میں نے سنا کہ رسول اکرم ﷺ بعض بیویوں پر خفا ہوئے، میں نے آپ ﷺ کی بیویوں سے کہا کہ تم باز رہو، ورنہ اللہ اپنے رسول ﷺ کو تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا، تو اس پر یہ آیت ﴿ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ..... ﴾ (التحریم :۵) نازل ہوئی۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے حسن صحیح لکھا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ علی بن المدینی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں تیسری بات یہ آئی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا تھا، رسول اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ ...... (التوبہ :۸۴) یہ اسناد صحیح ہے، ان میں کچھ تعارض نہیں۔

پہلے یہ پتھر رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں کعبہ کی دیوار میں لگا تھا۔ سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے عمرؓ نے اس جگہ منتقل کیا جہاں آج ہے۔ اس کو بیہقی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابنِ کثیرؒ کہتے ہیں کہ اسے خلیفۂ راشد نے اس جگہ منتقل کیا، ہم پر ان کا اتباع لازم ہے۔ حدیث میں ہے: اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر ——— یہ وہ شخصیت ہیں جن کی رائے سے قرآن نے اس مقام پر نماز پڑھنے میں موافقت کی۔ اس لئے کسی صحابیؓ نے ان کی رائے سے اختلاف نہ کیا۔

یہ پتھر دیوارِ کعبہ میں حجر اسود سے دائیں جانب متصل تھا۔ حضرت ابراہیم جب کعبہ بنا چکے تو اس کو دیوار کے پاس یا جس جگہ تعمیر ختم ہوئی، وہاں رکھ کر چھوڑ دیا تھا۔ للذا یہ حکم ہوا کہ طواف کے بعد اس جگہ نماز پڑھو اور یہی مناسب تھا کہ مقام وہ جگہ ہو جہاں کعبہ کی بنیاد ختم ہوئی۔ کہتے ہیں: "اس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے نقشِ پا کا نشان تھا، جو کثرتِ مسح سے جاتا رہا۔" قبلہ کے چاروں طرف نماز جائز ہے، لیکن نماز کی تخصیص، مقامِ ابراہیم کے پیچھے رسولِ اکرم ﷺ کی سنت ہے اور یہی صحابہ کرامؓ کا فعل بھی ہے۔ اس پتھر کو چھونے یا چومنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بخاری شریف میں مقام ابراہیم کے قصے میں ابن عباسؓ سے ایک لمبا اثر منقول ہے۔ ترمذی کی حدیث میں آیا ہے: "رکن و مقام، جنت کے دو یاقوت ہیں۔ اللہ نے ان کے نور کو مٹا دیا۔"

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ طواف کے پہلے تین چکروں (اشواط) میں دوڑ کر چلتے، باقی چار چکروں میں آہستہ آہستہ چلتے رہے۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعتیں پڑھیں اور مذکورہ آیت تلاوت کی۔ ابن جریرؒ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ کے درمیان کرکے دو رکعتیں ادا کیں۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "یہ اس طویل حدیث کا، جو صحیح مسلم میں حاتم بن اسماعیل سے آئی ہے، ایک ٹکڑا ہے۔" بخاری میں عمرو بن دینار سے مروی ہے: کہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں: "رسول اکرم ﷺ خانہ کعبہ تشریف لائے پھر طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کیں۔" یہ سب حدیثیں اس بات پر دلیل ہیں کہ مقام سے مراد وہی پتھر ہے، جس پر حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہو کر کعبے کی تعمیر کرتے رہے۔ جب دیوار اونچی ہوئی تو حضرت اسماعیلؑ اس پتھر کو اٹھا لائے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر ہاتھ سے پتھر اٹھا کر دیں۔

جب ایک طرف کی دیوار بن جاتی، تو یہی پتھر دوسری طرف لے جاتے حتی کہ چاروں طرف کی دیواریں بن گئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے نقشِ قدم اس میں واضح تھے، اہل اسلام کے زمانے میں بھی اس نشان کے آثار موجود تھے۔ انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ "میں نے مقام ابراہیم کو دیکھا، اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انگلیوں اور تلوے کا نشان موجود تھا۔ لوگوں کے ہاتھوں نے مسح کر کر کے ان نشانات کو مٹا دیا۔" حضرت قتادہؒ نے فرمایا: "اس جگہ نماز پڑھنے کا حکم ہے نہ کہ چھونے کا، جو تکلف اگلی امتوں نے کیا تھا، وہی تکلف اس امت نے بھی کیا۔" ابن عیینہ نے کہا ہے: "ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے مقام ابراہیم کو منتقل کرنے کے بعد سیلاب آیا جو مقامِ ابراہیم کو بہا کرلے گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو لا کر دوبارہ اس جگہ پر نصب کیا۔" حضرت سفیان فرماتے ہیں: ہمیں نہیں معلوم کہ اس پتھر کے کعبے سے منتقل کرنے کے درمیان کتنی مدت گذری ہے۔ نہ ہی یہ معلوم ہے کہ یہ کعبے سے چپکا ہوا تھا یا نہیں۔ مگر ایک روایت جو مجاہد سے مروی ہے، اس میں یوں آیا ہے کہ اس کی جگہ خود رسول اکرم ﷺ نے تبدیل کی لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ
وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ ﴿١٢٥﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ
أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ
فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٦﴾
وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾

"وہ وقت یاد کیجئے! جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور باعثِ امن جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس مقام پر حضرت ابراہیم کھڑے ہوئے تھے، اس کو نماز کی جگہ بنالو اور حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو کہا کہ طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک وصاف رکھو۔

اور یہ کہ ابراہیمؑ نے دعا کی: "اے میرے رب، اس شہر کو امن کا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں، انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے۔" جواب میں ان کے رب نے فرمایا: "اور جو نہ مانے گا، دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا، مگر آخر کار اسے عذابِ جہنم کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف گھسیٹوں گا اور وہ بد ترین ٹھکانہ ہے"

اور یاد کرو، ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ جب اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو دعا کرتے جاتے تھے: "اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

حُرمتِ بیت اللہ:

حسن بصریؒ نے فرمایا: بیت اللہ کو پاک کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایذا یا نجاست کی کوئی چیز وہاں نہ ہو، عہد سے مراد حکم اور وحی ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: بتوں سے پاک کرو۔ مجاہدؒ نے کہا: بے حیائی کی باتیں اور جھوٹ سے باز رہیں اور گندگی سے اسے پاک رکھا جائے۔ ابو العالیہؒ، عطاءؒ اور قتادہؒ نے کہا: لا الہ الا اللہ کہہ کر شرک سے پاک اور صاف رہو۔ طواف سے مراد بیت اللہ کے گرد چکر لگانا ہے۔ طائف سے مراد وہ شخص ہے، جو مسافر بن کر آیا ہے۔ عاکف سے مراد وہ شخص ہے جو مکے میں رہتا ہے۔ یہی قول قتادہؒ اور ربیع بن انس کا ہے۔ عطاءؒ نے فرمایا: عاکف وہ آدمی ہے جو دوسرے شہروں سے آکر یہاں ٹھہرا ہے اور کہتا ہے: میں مجاور ہوں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ جو آدمی مکے میں آکر ٹھہرا وہ بھی من جملہ عاکفین ہے۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مسجد نبوی میں سو جاتے تھے، عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جو وہاں نماز پڑھتا ہے (اور نماز، رکوع اور سجود میں سے ہے)۔ ابن جریرؒ نے ان دونوں روایتوں کو ضعیف کہا ہے۔ ابن کثیرؒ نے پہلی روایت کو درست کہا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ دونوں باپ بیٹے کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ تم اس گھر کو خاص اللہ وحدہ لا شریک کے نام پر بناؤ۔ جیسے قرآن میں ہے:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾ .... (حج: ۲۶)

"اور وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے لئے بیتُ اللہ کو ٹھہرنے کی جگہ متعین کیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے میرے گھر کو پاک و صاف رکھو۔"

فقہاء کا اختلاف ہے کہ بیتُ اللہ میں نماز افضل ہے یا طواف؟ امام مالکؒ فرماتے ہیں: باہر سے آنے والوں کے لئے طواف افضل ہے، جمہور کا فیصلہ یہ ہے کہ نماز مطلقاً افضل ہے۔ ہر ایک قول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی توجیہ ابن کثیرؒ نے کتاب الاحکام میں درج کی ہے۔ اس آیت سے ان مشرکوں کا ردّ مراد ہے، جو کعبے کے قریب اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے اور پھر مؤمنین کو وہاں آنے سے روکتے تھے۔ جیسے قرآن میں ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ ..... (حج: ۲۵)

"بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کے رستے سے اور مسجد محترم سے، جسے ہم نے لوگوں کے لئے یکساں عبادت گاہ بنایا ہے، روکتے ہیں، خواہ وہ وہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے اور جو اس میں شرارت، کج روی و کفر کرنا چاہتے ہیں، ہم اس کو درد دینے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔"

پھر فرمایا: کہ یہ گھر اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہاں خالص اللہ کی عبادت کی جائے، خواہ نماز ہو یا طواف، سورۂ حج میں نماز کے تینوں رکن: قیام، رکوع و سجود کا ذکر کیا۔ اور عاکفین کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ ان کا ذکر پہلے آچکا تھا۔ اس آیت میں طائفین، عاکفین کا ذکر کیا، ساتھ رکوع اور سجدے کا بیان بھی کیا، لیکن قیام چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ یہ بات معروف و معلوم ہے کہ رکوع و سجود، قیام کے بعد ہی آتے ہیں۔ اس آیت میں ان یہود و نصاریٰ کا بھی رد ہے جو بیت اللہ کا حج نہیں کرتے، حالانکہ یہود حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ گھر اسی طواف کے لئے اور حج و عمرہ کے لئے بنایا تھا اور اعتکاف و نماز کے لئے تیار کیا ہے۔ اگر اہل کتاب ان کاموں میں سے کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تو یہ حضرت خلیلؑ کے مقتدی کیسے ٹھہرے؟ کیونکہ جو کام اللہ نے ان کے لئے مشروع کئے تھے، وہ انہیں ادا نہیں کرتے، موسیٰؑ بن عمران اور انبیاءؑ نے بھی اس گھر کا حج کیا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔

مساجد کی تطہیر کی فضیلت اس آیت سے لی گئی ہے۔ قرآن میں میں دوسری آیات بھی ہیں، جو مساجد کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے:

﴿ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ﴾ ..... (النور: ۳۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ (قندیل) ان گھروں میں ہے، جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے
کہ بلند کئے جائیں اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان میں صبح و شام اس
کی تسبیح کرتے رہیں۔"

جہاں تک آپ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کا تعلق ہے تو بہت سی احادیث مساجد کی پاکیزگی و صفائی اور اذیت اور نجاست سے بچانے کے ضمن میں آتی ہیں اسی لئے فرمایا:

اِنَّمَا بُنِیَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِیَتْ لَہٗ.......

"مساجد جس مقصد کے لئے بنائی گئیں ہیں، اسی کے لئے استعمال ہونی
چاہئیں، (یعنی ذکر و صلوۃ)"

ابن کثیرؒ نے اس سلسلے میں ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔

تعمیرِ کعبہ:

اس بات میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبہ کس نے بنایا؟.......امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ فرشتوں نے بنایا۔ اس قول میں غرابت ہے۔ عطاء، سعید بن مسیب نے کہا: آدمؑ نے اسے پانچ پہاڑوں سے بنایا: حرا، طورِ سینا، طورِ زیتا، جبل لبنان اور جودی، لیکن یہ روایت بھی غریب ہے۔

ابن عباسؓ و کعب بن احبار، قتادۃ وغیرہم نے کہا کہ سب سے پہلے شیثؑ نے کعبہ تعمیر کیا۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ اہلِ کتاب کے اقوال ہیں۔ جابر بن عبداللہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ "حضرت ابراہیمؑ نے بیتُ اللہ کو حرام و باامن کیا، میںؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان مدینہ کو حرام کیا، نہ اس کا شکار کیا جائے نہ وہاں کے خار دار درخت کو کاٹا جائے۔" مسلمؒ، نسائیؒ، ابن جریرؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ یہ مضمون صحابہؓ کی ایک جماعت سے کئی طرح سے مروی ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مکے کو اس دن حرام کیا، جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، سو یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ امام بخاری اور اہل سنن نے حدیث ابوہریرہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ ابنِ ماجہ نے یہ حدیث صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے اور بھی بہت سی حدیثیں اس ضمن میں موجود ہیں۔ جب ابراہیمؑ نے لوگوں کو یہ بات پہنچادی کہ اللہ نے اس گھر کو حرام کیا اور یہ ہمیشہ سے باعثِ امن و احترام تھا۔ تو ابراہیمؑ کی طرف تحریم کی نسبت، اللہ کے حکم کو بیان کرنے کی وجہ سے ہے۔ ابن جریرؒ کہتے ہیں: یہ گھر پہلے سے ہی حرام تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس میں عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا، تب اس کو حرام کہا اور عبادت کا حکم دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ ابو ہریرہؓ میں نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً آیا ہے:

"حضرت ابراہیمؑ اللہ کے بندے اور خلیل تھے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ﷺ ہوں۔ انہوں نے مکے کو حرام کیا، میں نے مدینے کو دو پہاڑوں کے درمیان حرام ٹھہرایا۔ یہاں کا شکار اور خاردار درخت کاٹنا بھی حرام ہے۔ یہاں لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھانا جائز نہیں، یہاں کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ ہاں البتہ اونٹ کے چارے کے لئے جائز ہے۔"

ابن جریرؒ نے اسے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس سند کو غریب ٹھہراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحاحِ ستہ میں نہیں ہے۔ لیکن اس کی اصل حضرت ابو ہریرہؓ سے موجود ہے کہ لوگ پہلا پھل رسول اکرم ﷺ کے پاس لاتے۔ آپ ﷺ اسے لے کر فرماتے: اے اللہ! ہمارے پھل، ہمارے شہر، ہمارے صاع، ہمارے مُدّ (مدینہ کے دو پیمانے) میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ بیشک ابراہیمؑ تیرے بندے، خلیل و نبی تھے، میں بھی تیرا بندہ و نبی ہوں۔ انہوں نے آپ سے مکہ کے واسطے دعا کی، میں مدینے کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ویسی ہی دعا اور مثل اس کی (یعنی دو چند)۔ پھر کسی چھوٹی عمر کے بچے کو بلا کر وہ پھل اسے دیتے، دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ "برکت ہمراہ برکت کے" (برکت در برکت) پھر جو بچہ چھوٹا مجلس میں موجود ہوتا، وہ اسے مرحمت فرماتے (صحیح مسلم)

رافع بن خدیجؓ کی روایت یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کیا، میں دو پہاڑوں کے درمیان مدینے کو حرام کرتا ہوں (ابن جریر، مسلم) صحیحین میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ

"اے اللہ میں دو پہاڑوں کے درمیان مدینہ کو حرام ٹھہراتا ہوں، جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام ٹھہرایا۔ اے اللہ ان کے مد اور صاع میں برکت دے۔ ان کے پیمانے میں برکت دے"

امام بخاریؒ نے فرمایا: اس سے اہل مدینہ مراد ہیں، حضرت انسؓ کی دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ مدینے کو مکہ کی نسبت دوگنا برکت دے۔ (بخاری، مسلم) عبداللہ بن زید مرفوعاً کہتے ہیں: حضرت ابراہیمؑ نے مکے کو حرام ٹھہرایا، اس کے لئے دعا کی، میں نے مدینے کو ویسا ہی حرام ٹھہرایا، میں نے مد اور صاع مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا کی جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکے کے لئے کی (بخاری) مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کیا اور مکے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے دعا کی، میں نے مدینے کو حرام ٹھہرایا میں نے مدینے والوں کے لئے اس دعا سے دوگنا دعا کی۔ ابو سعید کے لفظ یہ ہیں:

"اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکے کو حرام کہا میں مدینے کو حرام کرتا ہوں، یہاں نہ کوئی خون کیا جائے، نہ ہتھیار اٹھایا جائے، نہ درخت کے پتے جھاڑے جائیں۔ سوائے چارے کے، اے اللہ ہمارے شہر، ہمارے ناپ اور تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں دے"۔....(مسلم شریف)

ایک بزرگ نے ایک سبزی والے (بقال) کو مدینہ میں ساگ بیچتے ہوئے یہ کہتے سنا:

"یابرکة النبی ﷺ تعالی و انزلی ثم لا ترتحلی"

"اے نبی ﷺ کی برکت تو آ، نازل ہو اور پھر نہ جانا"

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: تحریمِ مدینہ میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ اس جگہ صرف وہ ذکر کی گئی ہیں جن کو حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے تحریمِ کعبہ سے نسبت ہے۔ اور ان میں آیتِ کریمہ سے مطابقت ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ مکہ کی تحریم حضرت ابراہیمؑ کے عہد اور ان کی زبان سے ہوئی، بعض نے کہا: جب سے زمین پیدا ہوئی ہے، تب ہی سے یہ حرمت قائم ہے۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہی اظہر و اقویٰ ہے۔ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ نے مکہ مکرمہ کو آسمان و زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حرام ٹھہرا دیا تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس روز حرام ٹھہرایا جس دن آسمان و زمین پیدا کئے۔ سو یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام رہے گا۔"....(رواہ مسلم)

ابو شریح عدویؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمایا:

"اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا۔ کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، جائز نہیں کہ وہاں خون بہائے اور درخت کاٹے، اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کو دی گئی رخصت کو دلیل بنائے، تو تم اسے یہ کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی، تمہیں کوئی اجازت نہیں دی، وہ اجازت بھی دن کی ایک ساعت (گھڑی) کے لئے تھی۔ پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی جس طرح پہلے تھی۔ ہر آدمی جو یہاں موجود ہے، وہ ہر غائب کو پہنچا دے۔"....(مسلم شریف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غازی عزیر

حدیث و سنت

"کَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا"

"کلمۂ حکمت مومن کی متاعِ گم گشتہ ہے، پس جہاں بھی وہ اُسے پائے
(دوسروں کے مقابلہ میں اسے لینے کا) وہ زیادہ حقدار ہے"

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے شائع ہونے والا اُردو ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" مجریہ ماہ مئی ۱۹۸۸ء راقم کے پیش نظر ہے۔
شمارہ ہذا میں جناب مولوی شبیر احمد خاں غوری صاحب (سابق رجسٹرار امتحانات و فارسی بورڈ سررشتہ تعلیم الہٰ آباد، یو۔پی) کا ایک اہم مضمون زیر عنوان "اسلام اور سائنس" شائع ہوا ہے۔ آں موصوف کی شخصیت برصغیر کے اہل علم طبقہ میں خاصی معروف ہے۔ آپ کے تحقیقی مقالات اکثر برصغیر کے مشہور علمی رسائل و جرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ آں محترم نے پیشِ نظر مضمون کے ایک مقام پر بعض انتہائی "ضعیف" اور ساقطُ الاعتبار احادیث سے استدلال کیا ہے جو ایک محقق کی شان کے خلاف ہے، چنانچہ رقم طراز ہیں:(۱)

> "اور رسول اکرم ﷺ نے اپنے پیروؤں کو جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکوکاری اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح ان کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ خود کو اوصافِ حمیدہ سے متصف کریں اور ان اوصافِ حمیدہ کے چندن ہار میں واسطۃ العقد علم و حکمت ہے۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ علم حاصل کریں ہرچند کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے انہیں انتہائی مشقت حتیٰ کہ اقصائے عالم کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔
>
> "اطلبوا العلم ولو کان بالصین"
>
> "علم تلاش کرو خواہ وہ چین (اقصائے عالم) ہی میں کیوں نہ دستیاب ہو۔"
>
> پھر اس "حکمِ ناطق" کو مزید مؤکد بنانے کے لئے اسے "فریضہ" سے تعبیر کیا جس میں کسی کوتاہی یا تساہل کی گنجائش ہی نہیں ہے:
>
> "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"علم کو طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔"
یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "حکمتِ مومن کی متاع گم گشتہ ہے، جہاں ملے وہ دوسروں کے مقابلے میں اسے لے لینے کا زیادہ حقدار ہے:
"كلمة الحكمة ضالة المؤمن اينما وجدها فهو احق بها۔"
شمعِ رسالت کے پروانوں کو اس حکم کی تعمیل میں کیا پس و پیش ہو سکتا تھا، لہٰذا زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ امتِ مسلمہ علم و حکمت کے خزانوں کی امین ہو گئی"۔

افسوس کہ آں محترم کی بیان کردہ یہ تینوں احادیث، انتہائی ضعیف اور قطعاً ناقابل اعتبار ہیں، پہلی دونوں احادیث پر راقم کا ایک طویل تحقیقی مضمون سہ ماہی مجلّہ جامعہ ابراہیمیہ [۲] سیالکوٹ (پاکستان) میں تقریباً دس سال قبل شائع ہو چکا ہے۔ دوبارہ مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور نے اپنے موٴقر علمی ماہنامہ "محدث" میں [۳] اسی مضمون کو بالاقساط شائع کر رہی ہے۔ شائقین کے لئے یہ مضمون بھی لائق مراجعت ہے۔ زیر نظر مضمون میں محترم جناب غوری صاحب کی بیان کردہ تیسری حدیث "كلمة الحكمة ..... الخ"۔ اور اس کے جملہ طُرق پر علمی بحث پیش کی جاتی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ عندالمحدثین اس روایت کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے اپنی "جامع" [۴] کے "ابوابُ العلم" میں، ابن ماجہؒ نے اپنی سنن [۵] کی "كتاب الزهد" میں، بیہقیؒ نے "مدخل" میں اور عسکریؒ نے بطریق ابراہیم بن الفضل عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

خطیب تبریزیؒ نے اس حدیث کو "مشکوٰۃ المصابیح" [۶] میں، علامہ سخاویؒ نے "المقاصد الحسنة في بيان كثير من الاحاديث المشتهرة [۷]" میں، امام ابن الجوزیؒ نے العلل المتناهية في الأحاديث الواهية [۸] میں، ملا علی قاری حنفیؒ نے "الاسرار المرفوعة في الاخبار الموضوعة" [۹] میں، علامہ محمد اسماعیل عجلونی الجراحیؒ نے "كشف الخفاء و مزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس" [۱۰] میں، علامہ محمد درویش حوت البیروتیؒ نے "أسنى المطالب في احاديث مختلفة المراتب" [۱۱] میں علامہ شیبانی اثریؒ نے "تمييز الطيب من الخبيث فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث" [۱۲] میں، امام ابن حبانؒ نے "كتاب المجروحين" [۱۳] میں، امام عقیلیؒ نے "الضعفاء الكبير" [۱۴] میں، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الدرر المنتثرة" [۱۵] اور جامع الصغير میں، علامہ قضاعیؒ نے "مسند الشهاب" میں، بیہقیؒ نے "مدخل" میں، عسکریؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ شیخ محمد ناصرالدین الالبانی حفظہ اللہ نے "ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ" وغیرہ میں معمولی حک و اضافہ (١٧) کے ساتھ وارد کیا ہے۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد خود امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: "هذا حديث غريب، لا نعرفه الا من هذا الوجه وابراهيم بن الفضل المخزومي ضعيف في الحديث" (١٧) امام ابن الجوزیؒ بھی فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث صحیح نہیں ہے"۔ (١٨) اس روایت کی سند میں ایک مجروح راوی "ابراہیم بن الفضل المخزومی المدنی" موجود ہے، جس کے متعلق ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ "ضعیف ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی"۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "کچھ بھی نہیں ہے۔" امام نسائیؒ فرماتے ہیں: "متروک الحدیث ہے۔" علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "متروک ہے"۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "نسائیؒ اور ائمہ جرح و تعدیل کی ایک جماعت نے اس کو متروک بتایا ہے۔ امام احمدؒ اور ابو زرعہؒ کا قول ہے کہ "ضعیف ہے"۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں "فاحش الخطاء ہے"۔ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: "امام بخاریؒ کا قول ہے کہ منکر الحدیث ہے"، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ "حدیث میں قوی نہیں ہے، ضعیفُ الحدیث ہے"۔ امام ابن الجوزیؒ نے یحییٰؒ کا قول نقل کیا ہے کہ "اس کی حدیث کچھ بھی نہیں ہوتی"۔ ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعہ جی فرماتے ہیں کہ "اس کے متروک ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔ حدیث کے تمام نقاد نے اس کی تضعیف کی ہے، مجھے ایسا کوئی فرد نظر نہیں آتا کہ جس نے اس کی توثیق کی ہو"

"ابراہیم بن الفضل المخزومی" کے تفصیلی ترجمہ کے لیے تاریخ یحییٰ بن معینؒ، العلل لابن حنبلؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر البخاریؒ، المعرفۃ و التاریخ للبسویؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتمؒ، المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، الضعفاء و المتروکون للنسائیؒ، الضعفاء و المتروکون للدارقطنیؒ، اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان وغیرہ (١٩) ملاحظہ فرمائیں۔

اب ذیل میں اس باب میں وارد ہونے والی چند دیگر روایات اور ان کے طُرق کا علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

اس حدیث کو قضاعیؒ نے "مسند الشہاب" میں بطریق لیث عن ہشام بن سعد عن زید بن اسلم مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس میں یہ اضافی الفاظ موجود ہیں: "حيث ما وجد المومن ضالته

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فليجمعها اليه" عسکریؒ کی ایک دوسری حدیث بطریق عنبسۃ بن عبدالرحمٰن عن شبیب بن بشیر عن انس مرفوعاً بھی مروی ہے جو اس طرح ہے: "العلم ضالة المؤمن حيث وجده أخذه" قضاعیؒ اور عسکریؒ کی ایک اور روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے: "كلمة الحكمة ضالة كل حكيم فاذا وجدها فهو احق بها" ——— ابن عساکرؒ، ابن لالؒ اور دیلمیؒ وغیرہ نے بطریق عبدالوھاب عن مجاہد عن علی مرفوعاً اس طرح بھی روایت کی ہے: "ضالة المؤمن العلم كلما قيد حديثا طلب اليه آخر" دیلمیؒ نے اپنی "مسند" [20] میں اور عفیف الدین ابوالمعالیؒ نے "فضل العلم" [21] میں ابراہیم بن ھانی عن عمرو بن حکام عن بکر عن زیاد بن ابی حسان عن انسؓ کے مرفوع طریق سے ایک اور حدیث اس طرح روایت کی ہے:

"احسبوا على المؤمنين ضالتهم قالوا: وما ضالة المؤمنين؟ قال: العلم"

اس باب میں دیلمیؒ کی ایک اور حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، اس طرح ہے: "نعم الفائدة الكلمة من الحكمة يسمعها الرجل فيهديها لاخيه" دیلمیؒ نے اس باب میں ابن عمرؓ سے بھی ایک حدیث روایت کی، جو اس طرح ہے: "خذ الحكمة ولا يضرك من أى وعاء خرجت"

ان تمام روایات میں سے قضاعیؒ کی زید بن اسلم والی مرفوع حدیث کے متعلق علامہ سخاوی اور علامہ عجلونیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ روایت مرسل ہے" [22] لیکن اس میں صرف راوی "زید بن اسلم" (جو کثرت سے ارسال کرتے ہیں) [23] کی موجودگی ہی اکیلی علت نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ دو مزید مجروح راوی بھی اس کی سند میں موجود ہیں، یعنی لیث بن ابی سلیم الکوفی اور ہشام بن سعد۔

"لیث بن ابی سلیم الکوفی" جن سے صحاح اور سُنن وغیرہ میں مرویات موجود ہیں، کی نسبت امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "ضعیف ہے۔" امام ابن حجر عسقلانیؒ کا قول ہے کہ "صدوق تھے مگر آخر عمر میں اختلاط کرنے لگے تھے اور اپنی احادیث میں تمیز کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھے تھے۔" امام احمدؒ فرماتے ہیں: "مضطرب الحدیث تھے لیکن لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "یحیٰی اور نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے لیکن ابن معینؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں" ابن حبانؒ بیان کرتے ہیں کہ "آخر عمر میں اختلاط کرتے تھے" امام عقیلیؒ فرماتے ہیں کہ "ابن عیینہ، لیث بن ابی سلیم کی تضعیف کیا کرتے تھے...... یحیٰی بن سعید القطان، لیث سے کوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت بیان نہیں کرتے تھے۔" لیث بن ابی سلیم کے تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: "الضعفاء والمتروکون للنسائی"، تاریخ یحیٰی بن معین"، التاریخ الکبیر للبخاری"، الضعفاء الکبیر للعقیلی"، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم"، المجروحین لابن حبان"، الکامل فی الضعفاء لابن عدی"، میزان الاعتدال للذہبی"، تہذیب التہذیب لابن حجر"، تقریب التہذیب لابن حجراور المجموع فی الضعفاء و المترو کین للسیروان وغیرہ [۲۴]

اس طریق کا دوسرا مجروح راوی "ہشام بن سعد ابو عباد المدنی" ہے جس کی نسبت امام نسائی" فرماتے ہیں: "ضعیف تھے۔" امام نسائی" کا ایک اور قول ہے کہ "قوی نہ تھے" ابن حجر عسقلانی" فرماتے ہیں: "صدوق ہے لیکن اس کو وہم رہتا ہے۔ اس پر تشیع کا الزام بھی ہے۔" امام ذہبی" فرماتے ہیں: "امام احمد" کا قول ہے کہ حافظ حدیث نہ تھے، یحیٰی القطان" ان سے کوئی روایت بیان نہیں کرتے تھے۔" امام احمد" کا ایک قول یہ بھی ہے کہ "وہ محکم الحدیث نہ تھے۔" ابن معین" فرماتے ہیں کہ "نہ قوی تھے اور نہ ہی متروک" ابن عدی" کا قول ہے کہ ضُعف کے باوجود ان کی حدیث لکھی جاتی ہے۔" "ہشام بن سعد" کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الضعفاء والمتروکون للنسائی"، الضعفاء الکبیر للعقیلی"، التاریخ الکبیر للبخاری"، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم"، المجروحین لابن حبان"، الکامل فی الضعفاء لابن عدی"، میزان الاعتدال للذہبی"، تقریب التہذیب لابن حجر"، اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان وغیرہ [۲۵] ملاحظہ فرمائیں۔

عسکری" کے ثانی الذکر طریق میں ایک مجروح راوی "عنبسۃ بن عبدالرحمٰن" ہے، جسے امام نسائی" اور امام ابن حجر عسقلانی" نے "متروک الحدیث" بتایا ہے۔ ابو حاتم الرازی" نے اس کو "وضع حدیث" کے لئے متہم کیا ہے۔ امام بخاری" نے اسے "ترک" کیا ہے۔ علامہ ذہبی" فرماتے ہیں: "امام ترمذی"، امام بخاری" سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ذاھبُ الحدیث تھا" امام عقیلی" فرماتے ہیں: "یحیٰی" کا قول ہے کہ وہ ضعیف تھا۔" عنبسۃ بن عبدالرحمٰن کے تفصیلی ترجمہ کے لئے تاریخ یحیٰی بن معین"، التاریخ الکبیر للبخاری"، التاریخ الصغیر للبخاری"، الضعفاء الصغیر للبخاری"، الضعفاء و المتروکون للنسائی"، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی"، المعرفۃ والتاریخ للبسوی"، الضعفاء الکبیر للعقیلی" المجروحین لابن حبان"، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم"، کامل فی الضعفاء لابن عدی"، میزان الاعتدال للذہبی"، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، تہذیب التہذیب لابن حجر"، اور تقریب التہذیب لابن حجر"، وغیرہ [۲۶] مطالعہ فرمائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب دیلمیؒ کی احادیث پر ناقدانہ بحث پیش کی جاتی ہے:

دیلمیؒ کی اول الذکر (یعنی حضرت علیؓ کی مرفوع) حدیث کی سند میں عبدالوھاب، حضرت مجاہد بن جبر یعنی اپنے والد سے روایت کرتا ہے، حالانکہ اس کا حضرت مجاہد سے سماع نہیں ہے، امام بخاریؒ اور وکیعؒ وغیرہ نے اس امر کی تصریح کی ہے۔ امام نسائی اس کی نسبت فرماتے ہیں: "متروکُ الحدیث ہے۔" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "یحییٰ کا قول ہے کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔ عثمان بن سعید یحییٰؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ امام احمدؒ بھی فرماتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں ضعیفُ الحدیث ہے۔" ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ "جو کچھ وہ روایت کرتا ہے عموماً اس کی متابعت نہیں ہوا کرتی۔" عبدالوھاب بن مجاہد بن جبر کے تفصیلی ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: الضعفاء الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء و المتروکون للنسائیؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء و المتروکون للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان وغیرہ[27]

حضرت علیؓ کی اس مرفوع حدیث کی تخریج ابن عساکرؒ نے بھی کی ہے جس کے متعلق علامہ سید ابو الوزیر احمد حسن محدث دہلویؒ (م۱۳۳۸ھ) فرماتے ہیں: "اس باب میں ابن عساکر نے بھی حضرت علیؓ سے باسناد حسن روایت کی ہے"[28] اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: "اور ابن عساکرؒ نے بھی حضرت علیؓ سے اس کی تخریج کی ہے جیسا کہ الجامع الصغیر میں مذکور ہے۔" علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث باسناد حسن مروی ہے"[29] حالانکہ یہ حدیث سنداً "ضعیف" ہے جیسا کہ اوپر واضح کیا جاچکا ہے۔ غالباً صاحبانِ تنقیح الرواۃ و تحفۃ الاحوذی رحمہم اللہ کو علامہ مناویؒ کے قول سے وہم ہوا ہے۔ حضرت علیؓ کے طریق سے وارد ہونے والی اس حدیث کو علامہ شیخ محمد ناصرالدین الالبانی حفظہ اللہ نے "ضعیفُ الجامع الصغیر و زیادتہ" میں وارد کیا ہے۔

دیلمیؒ اور عفیف الدین ابوالمعالیؒ کی روایت کردہ حدیث "ضعیف" نہیں بلکہ اصلاً "موضوع" ہے۔ اس روایت کو امام سیوطیؒ نے اپنی "جامع" اور "ذیل الاحادیث الموضوعۃ"[30] ابن النجارؒ نے اپنی "تاریخ" میں اور علامہ شیخ محمد ناصرالدین الالبانی نے "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ"[31] میں وارد کیا ہے۔ اس کی سند میں ابراہیم بن ھانی "مجہول" راوی ہے اور اگلے تین راوی (جو درج ذیل ہیں) انتہائی مجروح بلکہ "متروک" ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) "زیاد بن ابی حسان البصری" جس کی نسبت امام حاکمؒ اور نقاشؒ کا قول ہے کہ "وہ حضرت انسؓ وغیرہ سے موضوع احادیث بیان کرتا ہے" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "شعبہؒ نے اس پر شدید جرح کی اور اس کی تکذیب کی ہے۔ دارقطنیؒ نے اسے متروک قرار دیا ہے" ابو حاتم الرازیؒ وغیرہ نے کہا کہ "اس کے ساتھ کوئی حجت نہیں ہے۔" ابن ابی حسان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء والمترو کون للدارقطنیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، لسان المیزان لابن حجرؒ، اور المجموع فی الضعفاء والمترو کین [۳۲] وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) اس سند کا دوسرا مجروح راوی "بکر بن خنیس القاضی" ہے جس کو امام نسائیؒ نے "ضعیف" گردانا ہے، دارقطنیؒ، نے "متروک" قرار دیا ہے۔ ابن حبانؒ، فرماتے ہیں: "اہل بصرہ اور اہل کوفہ سے اشیائے موضوعہ روایت کرتا ہے۔" امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ابن معینؒ کا ایک قول ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ دوسرا قول ہے کہ ضعیف ہے اور تیسرا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" ابو حاتمؒ کا قول ہے کہ "صالح ہے لیکن قوی نہیں ہے۔" ابن خنیس القاضی کے تفصیلی ترجمہ کے لیے تاریخ یحیٰی بن معینؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، المعرفہ و التاریخ للبسویؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمترو کون للدارقطنیؒ، الضعفاء والمترو کون للنسائیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ، اور مجموع فی الضعفاء و المترو کین للسیروان وغیرہ کی طرف [۳۳] رجوع فرمائیں۔

(۳) اس سند کا تیسرا مجروح راوی "عمرو بن حکام" ہے لیکن مذکورہ بالا دونوں راوی ہی اصلاً اس روایت کی آفت ہیں۔ عمرو بن حکام کو امام نسائیؒ نے "متروک الحدیث" کہا اور امام بخاریؒ، نے اس کی "تضعیف" کی ہے۔ امام احمدؒ نے بھی اس کی حدیث کو "ترک" کیا ہے۔ ابن عدیؒ بیان کرتے ہیں کہ "عموماً وہ جو کچھ روایت کرتا ہے، اس میں متابعت نہیں ہوتی، لیکن باوجود ضعف کے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ امام ذہبیؒ نے "میزان" میں اس سے مروی چند منکر روایات بطور نمونہ نقل فرمائی ہیں۔ عمرو بن حکام کے تفصیلی ترجمہ کے لئے التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، المجروحین لابن حبانؒ، الکامل فی الضعفاء لابن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدی"، الضعفاء والمتروکون للنسائی"، الضعفاء الصغیر للبخاری"، میزان الاعتدال للذہبی"، اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان (۳۴) وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ مناوی" اس حدیث پر تعقب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کی سند میں ابراہیم بن ھانی ہے، جسے امام ذہبی" نے "الضعفاء" میں وارد کیا ہے اور کہا ہے کہ مجہول ہے اور باطل روایات ہے۔ یہ ایک دوسرے راوی عمرو بن حکام سے روایت کرتا ہے، جسے امام احمد" اور نسائی" نے ترک کیا ہے اور عمرو بن حکام بکر بن خنیس سے روایت کرتا ہے جسے دارقطنی" نے متروک بتایا ہے۔ اور وہ زیاد بن حسان سے روایت کرتا ہے، اور اسے بھی ترک کیا گیا ہے"

تعجب تو علامہ جلال الدین السیوطی" پر ہوتا ہے کہ جنہوں نے دیلمی" کی اس حدیث کو اس کی سند کی تحقیق کے بغیر نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے اپنی "الجامع" میں وارد کیا ہے اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ اسی روایت کو اپنی "ذیل الاحادیث الموضوعۃ" میں بھی لکھ ڈالا ہے۔

دیلمی" کی آخری دونوں روایتیں چونکہ بلا سند مروی ہیں، للذا از روئے اصول حدیث کے معیار کی تحقیق ممکن نہیں ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ والی آخری حدیث کے مشابہ ایک قول حضرت علیؓ سے موقوفاً بھی مروی ہے جیساکہ علامہ سخاوی" اور علامہ عجلونی" وغیرہ نے بصراحت بیان کیا ہے (۳۵)

پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں ہوئی، اس کے جملہ طُرق انتہائی "ضعیف" اور قطعاً غیر معتبر ہیں۔ البتہ ایسا ممکن ہے کہ علم وحکمت کے حصول کی طرف رغبت دلانے کے لیے یہ حکیمانہ قول ہمارے اسلاف و حکماء میں سے بعض کا ہو۔ علامہ سخاوی" اور علامہ عجلونی" نے اس سلسلہ میں اسلاف رحمہم اللہ کے کچھ اقوال بھی نقل کئے ہیں، جو راقم کی اس رائے کے لئے شاہد و مؤید ہیں۔ ان میں سے کچھ اقوال اس طرح ہیں: عسکری" نے سلیمان بن معاذ عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول روایت کیا ہے: "خذوا الحکمۃ ممن سمعتموھا فانہ قد یقول الحکمۃ غیر الحکیم و تکون الرمیۃ من غیر رام" بیہقی نے "المدخل" میں یہی قول عکرمہ کی جانب منسوب کرتے ہوئے بطریق ابو نعیم حدثنا الحسن بن صالح عن عکرمہ روایت کی ہے: "خذ الحکمۃ ممن سمعت فان الرجل یتکلم بالحکمۃ ولیس بحکیم فتکون کالرمیۃ خرجت من غیر رام" بیہقی نے سعید بن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی بردۃ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: "الحکمة ضالة المؤمن یأخذھا حیث وجدھا" اور بیہقیؒ عبدالعزیز بن ابی رواد کے حوالہ سے عبداللہ بن عبید بن عمیر کا یہ قول بھی نقل فرماتے ہیں: "العلم ضالة المؤمن من یغدو فی طلبھا فان اصاب منھا شیئا حواہ حتی یضم الیہ غیرہ" خود عسکری کا قول ہے: "أراد ﷺ ان الحکیم یطلب الحکمة ابداً وینشدھا فھو بمنزلة المضل ناقتہ یطلبھا" وغیرہ (۳۶)

علامہ ملا علی القاری حنفیؒ نے بھی اپنی "الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبریٰ" میں اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد اشارہ فرمایا ہے کہ "یہ بعض سلف کا کلام ہے" (۳۷)

اگرچہ اسلاف رحمہم اللہ کے مندرجہ بالا اقوال میں سے بھی اکثر سنداً معیار صحت پر بہت زیادہ پختہ اور قوی ثابت نہیں ہوتے لیکن رسول اللہ ﷺ کی جانب کسی غیر مستند قول یا فعل کو منسوب کیا جانا بدرجہا مہلک ہے، بہ نسبت اس بات کے کہ سلف صالحین سے آنے والی کوئی غیر قوی خبر بیان کردی جائے لیکن اسے شرعی دلیل کے طور پر نہ اپنایا جائے۔ واللہ اعلم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

حوالہ جات

۱۔ ماہنامہ تہذیب الاخلاق علی گڑھ ج ۷، عدد ۵، بمطابق ماہ مئی ۱۹۸۸ء، ص ۲۹ ——— ۲۔ سہ ماہی مجلہ جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ عدد نمبر ۱۱، ۱۲ بمطابق ماہ جمادی الاخریٰ تا رمضان ۱۴۰۶ھ ص ۴۲-۵۶ وعدد ۱۳ بمطابق ماہ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ تا محرم ۱۴۰۷ ص ۲۶-۳۸ ——— ۳۔ ماہنامہ محدث لاہور ج ۱۸ عدد ۱۰، بمطابق جون ۱۹۸۸ء، ص ۴۱-۶۰ ——— ۴۔ جامع الترمذی" مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۸۲-۳۸۳ طبع دہلی و ملتان ——— ۵۔ سنن ابن ماجہ ص ۳۱۷، حدیث ۴۱۶۹ ——— ۶۔ مشکوۃ المصابیح مع تنقیح الرواۃ: ج۱، ص ۴۹، طبع لاہور ——— ۷۔ المقاصد الحسنہ للسخاوی" ص ۱۹۱-۱۹۲ ——— ۸۔ العلل المتناھیہ لابن الجوزی" ج۱ ص ۸۸ ——— ۹۔ الاسرار المرفوعہ للقاری" ص ۱۸۶ ——— ۱۰۔ کشف الخفاء للعجلونی ج۱، ص ۴۳۵ ——— ۱۱۔ أسنی المطالب للحوت" ص ۱۳۳ ——— ۱۲۔ تمیز الطیب الشیبانی" ص ۱۳۸ ——— ۱۳۔ المجروحین لابن حبان" ج۱ ص ۱۰۵ ——— ۱۴۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۱، ص ۶۱ ——— ۱۵۔ الدرر المنتثرۃ للسیوطی ص ۱۹۴ ——— ۱۶۔ خطیب تبریزیؒ نے "مشکوۃ" میں ترمذی" اور ابن ماجہ" والی حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت میں "المؤمن" کے بجائے "الحکیم" لکھا ہے حالانکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی" میں "المؤمن کے الفاظ ہی مروی ہیں۔ (مشکوۃ مع تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۴۹) علامہ سخاوی" نے ترمذی کی روایت کے الفاظ اس طرح نقل کئے ہیں: الکلمة الحکیمة الخ (المقاصد الحسنة ص ۱۹۲) حالانکہ اصل عبارت میں لفظ "الحکیمة" کے بجائے "الحکمة" موجود ہے (جامع ترمذی مع تحفۃ: ج ۳، ص ۳۸۲ ـــــ ۱۷۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی: ج ۳، ص ۳۸۲-۳۸۳ ـــــ ۱۸۔ العلل المتناهیة لابن الجوزی ج ۱ ص ۸۸ ـــــ ۱۹۔ تاریخ یحییٰ بن معین" ج ۳ ص ۱۶۱، العلل لابن حنبل" ج ۱ ص ۴۰۳، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۳۱۱، التاریخ الصغیر للبخاری" ج ۲ ص ۹۶، المعرفة و التاریخ للبسوی" ج ۳ ص ۴۴، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۱ ص ۶۰-۶۱، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم"، ج ۱ ص ۱۳۳، المجروحین لابن حبان" ج ۱ ص ۱۰۴، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۱ ترجمہ ۲۳۱، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۱ ص ۵۲، تہذیب التہذیب لابن حجر" ج ۱ ص ۱۵۱، تقریب التہذیب لابن حجر" ج ۱ ص ۴۱، الضعفاء و المتروکون للنسائی" ترجمہ ۴، الضعفاء و المتروکون للدارقطنی" ترجمہ ۱، المجموع فی الضعفاء و المتروکین للسیروان ص ۴۲، ۲۶۷ ـــــ ۲۰۔ مسند دیلمی" ج ۱ ص ۲۰ ـــــ ۲۱۔ فضل العلم لابی المعالی" ج ۱ ص ۱۱۴ ـــــ ۲۲۔ المقاصد الحسنة للسخاوی" ص ۹۲ و کشف الخفاء للعجلونی" ج ۱ ص ۴۳۵ ـــــ ۲۳۔ کذا فی التقریب تہذیب لابن حجر" ج ۱ ص ۲۷۲ ـــــ ۲۴۔ الضعفاء و المتروکون للنسائی" ترجمہ ۵۱۱، تاریخ یحییٰ بن معین" ج ۲ ص ۵۰۱-۵۰۲، التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۴ ص ۲۴۶، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۴ ص ۱۴، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم" ج ۳ ص ۱۷۷، المجروحین لابن حبان" ج ۲ ص ۲۳۱، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۶ ترجمہ ۲۱۰۵، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۳ ص ۴۲۰، تہذیب التہذیب لابن حجر" ج ۸ ص ۴۶۵، تقریب التہذیب لابن حجر" ج ۲ ص ۱۳۸، المجموع فی الضعفاء و المتروکین للسیروان ص ۱۹۹ ـــــ ۲۵۔ الضعفاء و المتروکون للنسائی" ترجمہ ۶۱۱، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۴ ص ۳۴۱، التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۳ ص ۲۰۰، الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم" ج ۹ ص ۶۱، المجروحین لابن حبان" ج ۳ ص ۸۹، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۷ ترجمہ ۲۵۶۶، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۴ ص ۲۹۸، تقریب التہذیب لابن حجر" ج ۲ ص ۳۱۸، المجموع فی الضعفاء و المتروکین للسیروان ص ۲۳۴ ـــــ ۲۶۔ تاریخ یحییٰ بن معین" ج ۴ ص ۱۴۴، التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۴ ص ۳۹، التاریخ الصغیر للبخاری" ج ۲ ص ۲۶۲-۲۶۳، الضعفاء الصغیر للبخاری" ترجمہ ۲۸۷، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی" ترجمہ ۲۱۴، الضعفاء والمترکون للنسائی" ترجمہ ۲۲۸، المعرفة والتاریخ للبسوی" ج ۲ ص ۴۴۸، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۳ ص ۳۶۷، المجروحین لابن حبان" ج ۲ ص ۱۷۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" ج ۳ ص ۴۰۳، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ص ۵ ترجمہ ۱۹۰۰، میزان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاعتدال للذہبی" ج ۳ ص ۳۰۱، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۶۹، ۳۵۱، ۷۱ ۴، تہذیب التہذیب لابن حجر" ج ۸ ص ۱۶۱، تقریب التہذیب لابن حجر" ج ۲ ص ۸۸
۲۷۔ الضعفاء الصغیر للبخاری" ترجمہ ۳۴۴، الضعفاء المتروکون للنسائی ترجمہ ۵۷۵، تاریخ یحیٰی بن معین ج ۳ ص ۳۲۵، سوٴ لات محمد بن عثمان ترجمہ ۱۲۵، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ص ۹۸، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۳ ص ۷۱، الجرح والتعدیل لابن حاتم" ج ۳ ص ۶۹، المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۱۴۶ الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۵ ترجمہ ۱۹۳۲، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی" ترجمہ ۳۴۵، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۲ ص ۶۸۲، تہذیب التہذیب لابن حجر" ج ۶ ص ۴۵۳، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۵۳، ۳۳۹، ۴۶۱ ——— ۲۸۔ تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۴۹ ——— ۲۹۔ تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۸۳ ——— ۳۰۔ ذیل الاحادیث الموضوعۃ للسیوطی" ص ۴۲ ——— ۳۱۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۲۲۴۔ ۲۲۵ ———
۳۲۔ التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۲ ص ۳۵۰، التاریخ الصغیر للبخاری" ج ۲ ص ۱۰۸، الضعفاء الصغیر للبخاری" ترجمہ ۱۲۳، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی" ترجمہ ۲۳۵، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" ج ۱ ص ۵۳۰، المجروحین لابن حبان" ج ۱ ص ۳۰۵، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۳ ترجمہ ۱۰۵۱، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۲ ص ۸۸، لسان المیزان لابن حجر" ج ۲ ص ۲۹۴، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۴۳، ۳۴۷ ——— ۳۳۔ تاریخ یحیٰی بن معین" ج ۳ ص ۲۸۰، التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۱ ص ۸۹، المعرفۃ والتاریخ للبسوی" ج ۳ ص ۳۵، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۱ ص ۱۴۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" ج ۱ ص ۳۸۴، المجروحین لابن حبان" ج ۱ ص ۱۹۵، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۲ ترجمہ ۴۵۸، الضعفاء والمتروکون للدارقطنی" ترجمہ ۱۲۸، الضعفاء والمتروکون للنسائی" ترجمہ ۸۴، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۱ ص ۳۴۴، المغنی فی الضعفاء للذہبی" ج ۱ ص ۱۱۳ المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۶۶۔ ۲۹۰ ——— ۳۴۔ التاریخ الکبیر للبخاری" ج ۳ ص ۳۲۴، الضعفاء الکبیر للعقیلی" ج ۳ ص ۲۶۶، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" ج ۳ ص ۲۲۷، المجروحین لابن حبان" ج ۲ ص ۸۰، الکامل فی الضعفاء لابن عدی" ج ۵ ترجمہ ۱۷۸۶، الضعفاء والمتروکون للنسائی" ترجمہ ۴۴۸، الضعفاء الصغیر للبخاری" ترجمہ ۲۵۸، میزان الاعتدال للذہبی" ج ۳ ص ۲۵۴، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۷۵، ۴۶۵۔ ——— ۳۵۔ المقاصد الحسنۃ للسخاوی" ص ۱۹۳ وکشف الخفاء للعجلونی" ج ۱ ص ۴۳۶ ——— ۳۶۔ ایضاً ———
۳۷۔ الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ للقاری" ص ۱۸۶

○ ○ ○

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

سعید مجتبیٰ سعیدی

کیا انسانی بدن میں جنات کا دخول و حلول ممکن ہے؟

جنات کا انسانی جسم میں داخل ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ معتزلہ اور ان کے ہم نوا جو عقلیات کو کتاب و سنت کے بالمقابل اہم سمجھتے اور انہیں فوقیت دیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ چونکہ جن اور انسان اپنی ماہیت اور تخلیقی عناصر کے لحاظ سے یکسر مختلف ہیں، اس لئے جنات، انسانی جسم میں داخل نہیں ہوسکتے۔

اس کے برعکس قدماء و معاصرین علمائے اہل سنت و الجماعت کی تحقیق ہے کہ اگرچہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ اور جدا مخلوق ہیں، تاہم قرآن مجید، احادیث و آثار اور روز مرہ کے مشاہدات سے ثابت ہے کہ جنات انسانی جسم میں داخل ہوتے اور مختلف حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں سود خوروں کے متعلق بیان ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِیْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ ...... (البقرہ: ۲۷۵)

"سود خور قیامت کے روز یوں اُٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے اپنے حملہ سے مدہوش کر رکھا ہو۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

في هذه الآية دليل على فساد انكار من أنكر الصرع من جهة الجن و زعم انه من فعل الطبائع وان الشيطان لا يسلك في الانسان ولا يكون منه مسّ

"اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو جنات کی طرف سے انسانوں کو مدہوش کرنے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا طبعی طور پر ہوتا ہے اور جن، انسان کے جسم میں داخل نہیں ہوتا اور نہ مدہوش کرتا ہے۔"

نیز امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سود خور قیامت کے روز یوں اٹھیں گے جیسے پاگل و مجنون، جنون کی حالت میں ہو۔ شیطان نے اسے مدہوش کر رکھا ہو اور وہ قبروں سے خوفناک انداز میں اٹھیں گے۔"

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سودخور قیامت کے روز پاگلوں کی طرح اُٹھے گا اور اس کا گلا گُھٹ رہا ہوگا۔

جنات و شیاطین چونکہ انسان پر حملہ آور ہوتے اور پریشان کرتے ہیں اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بک من التردی والھدم و الغرق والحرق، واعوذ بک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت

"یا اللہ میں بلندی سے گر پڑنے، دب جانے، ڈوبنے اور جل جانے سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان (جن) مجھے موت کے وقت گمراہ یا مدہوش کردے۔"

نیز چونکہ جنات کے مساکن بالعموم گندے مقامات بالخصوص قضائے حاجت کی جگہیں ہوتی ہیں' اسی لئے بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے:

بسم اللہ اللھم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث

"اللہ کے نام سے۔۔ یا اللہ میں مذکر و مؤنث شریر جنات کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

اسی طرح مسند احمد جلد چہارم میں حضرت یعلی بن مرۃ الثقفی رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور سنن دارمی میں حضرت جابرؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ دوران سفر آں حضرت ﷺ کو ایک عورت بچہ اٹھائے ہوئے ملی، اس نے کہا کہ اسے جنات کی شکایت ہے، آپ نے بچے کے ناک کو پکڑا۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

إخسأ عدوّ اللہ أنا رسول اللہ

"اللہ کے دشمن نِکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں" (اور تجھے یہ کہہ رہا ہوں)

ابن عباس کی روایت کے مطابق اس حکم کے سنتے ہی ایک چیخ سی سنائی دی اور اس کے پیٹ سے سیاہ رنگ کے پلّے کا سا جانور نکل کر دوڑ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اس عورت سے فرمایا: تم ہمیں واپسی پر اسی جگہ ملنا۔ چنانچہ واپسی پر وہ آپ کو ملی، اور بتایا کہ اب بچے کو مکمل آرام ہے اور دوبارہ اسے شکایت نہیں ہوئی۔ اور اس نے ہدیہ بھی پیش کیا۔ (مسند احمد: ج ۴، ص ۱۷۰ تا ۱۷۳، سنن دارمی: باب ۴، حدیث نمبر ۲، ۴)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

دخول الجن بدن الانسان ثابت باتفاق اهل السنة والجماعة. قال الله تعالى ﴿ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ وفي الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم "ان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم"

"علمائے اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جنات انسان کے بدن میں داخل ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں بھی ہے ﴿ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ اور صحیح بخاری میں نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جن، انسان کے بدن میں خون کی مانند گردش کرتا ہے۔"

امام احمد بن حنبل سے ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جن مریض کے بدن میں داخل نہیں ہوتا؟ تو امام احمدؒ نے فرمایا: بیٹا یہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ وہ جن ہی ہوتا ہے جو مریض کی زبان پر بولتا ہے۔

امام احمدؒ کے اس قول پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے، امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص جن کی وجہ سے مدہوش ہو تو وہ ایسی زبان بولتا ہے جو سمجھ نہیں آتی، ایسے مریض کو شدید ترین مار پیٹ کی جائے تو اسے محسوس تک نہیں ہوتا، مریض ایسی ایسی عجیب و غریب حرکات کرتا ہے کہ دیکھنے والے کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی زبان سے بولنے والا اور یہ حرکات کرنے والا انسان نہیں بلکہ کوئی دوسری مخلوق ہے۔"

امام ابن تیمیہؒ مزید فرماتے ہیں کہ ائمہ مسلمین میں سے کسی نے انسانی جسم میں جنات کے داخل ہونے کا انکار نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی شرعی نص اس کی تردید میں وارد ہے۔

جو لوگ انسانی جسم میں جنات کے دخول کے منکر ہیں ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

﴿ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللهِ ﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جادوگر، جادو سے اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے"

بلاشبہ یہ آیت واضح دلیل ہے کہ جنات، جادو یا مدہوشی کی تکلیف یا کوئی دوسری تکلیف، اللہ کے حکم کے بغیر نہیں پہنچا سکتے۔ تاہم شیطان یعنی کافر جن کو مؤمنین پر ان کے گناہوں یا عبادت و ذکر الٰہی سے بعد کے سبب مسلط کردیا جاتا ہے، مگر شیاطین اللہ کے نیک بندوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ﴾ ...... (الاسراء: ٦٥)

"بے شک میرے بندوں پر تجھے کچھ اختیار نہیں"

جنات چمٹنے کے اسباب اور ان کا علاج:

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: کہ انسانوں کو جنات چمٹنے کے اسباب متعدد ہیں، جیسے ایک انسان دوسرے کے عشق و محبت میں گرفتار ہوجاتا ہے اسی طرح بعض اوقات کوئی جن کسی انسان پر فریفتہ ہوکر اس سے آچمٹتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انسان جنات کو دکھ پہنچائے، برا بھلا کہے، کسی جن کو قتل کرڈالے، ان پر گندگی یا گرم پانی وغیرہ ڈال دے، ان کے ٹھکانے پر بول و براز کردے، اس قسم کے کام انسان نے عمداً کئے ہوں یا لاعلمی میں، جنات اس قسم کی باتوں کا بدلہ لینے کے لئے اس انسان کو آچمٹتے ہیں۔ جنات میں چونکہ ظلم و جہالت زیادہ ہے، وہ کسی سے اس کے جرم کی نسبت زیادہ بدلہ لے لیتے ہیں۔

جس طرح بعض انسانوں میں جہالت ہوتی ہے اسی طرح بسا اوقات کوئی جن محض جہالت کے سبب کسی جرم یا غلطی کے بغیر بھی آچمٹتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کے شر سے بچنے کا واحد ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔ ہر کام سے قبل اللہ کا مبارک نام لینا چاہیے جیسا کہ احادیث میں آں حضرت ﷺ کے بارے میں بکثرت آیا ہے کہ آپ کھانے پینے، سواری پر سوار ہونے، کپڑے پہننے اور قضاء حاجت وغیرہ کے مواقع غرض یہ کہ ہر کام سے قبل اللہ کا نام لیا کرتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جب جنات کسی انسان سے زیادتی کریں تو اولاً انہیں اللہ اور رسول کے حکم سے آگاہ کرکے ان پر حجت قائم کردی جائے اور انہیں اسی طرح سمجھایا جائے جیسے انسانوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾

"ہم رسول بھیجے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ وعظ و نصیحت اور تنبیہہ کے باوجود باز نہ آئیں تو انہیں ڈرانا، دھمکانا، بُرا بھلا کہنا، لعنت ملامت کرنا، جائز ہے جیسا کہ ایک دفعہ آں حضرت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، اسی دوران ایک شیطان آگ کا شعلہ لے کر آپ کے چہرہ پر حملہ آور ہوا تو آپ نے تین بار فرمایا: اُلعنک بلعنة الله (صحیح بخاری) چنانچہ شیطان کے مقابلہ کے لئے اللہ کا عمومی ذکر اور قرآن مجید بالخصوص آیتُ الکرسی کی تلاوت کی جائے۔

آیتُ الکرسی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات کو یہ آیت پڑھ لے اللہ کی طرف سے اس پر ایک نگران مقرر کردیا جاتا ہے اور صبح تک کوئی شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا۔

دینی مدارس کے طلباء کے لئے

خوشخبری

طلباء مدارس دینیہ کی تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے "جامعہ لاہور الاسلامیہ" (رحمانیہ) کے طلباء کی طرف سے ایک نمائندہ ہفت روزہ کا اجراء ——

ہفت روزہ "رشد" لاہور

جس میں ترجیحی طور پر مدارس کے طلبہ کی تحریریں شامل اشاعت ہوا کریں گی۔
تیسرے شمارے کی باقاعدہ اشاعت ہو چکی ہے۔ خط لکھ کر نمونہ کا پرچہ طلب کریں۔

زیرِ نگرانی

مولانا محمد شفیق مدنی — عمید کلیۃ الشریعہ

قاری محمد ابراہیم میر محمدی — عمید کلیۃ القرآن

پتہ: ہفت روزہ "رشد" لاہور: 91 بابر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ (فون: ۵۸۳۷۳۳۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر

سید سلیمان ندوی کی دینی خدمات

آپ صوبہ بہار کے ایک مردم خیز گاؤں دیسنہ (ضلع پٹنہ) میں ۲۳ صفر ۱۳۰۲ھ / ۲۲ نومبر ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد پھلواری اور دربھنگہ میں تحصیلِ علم کے لئے مقیم رہے۔

۱۹۰۱ء میں "دارالعلوم ندوۃ العلماء" لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ "ندوۃ" میں ان کے ادبی و علمی ذوق کی جلا ہوئی۔ ان کا سب سے پہلا مضمون ۱۹۰۳ء میں "وقت" کے عنوان سے رسالہ "مخزن" لاہور میں چھپا، جس کے ایڈیٹر اس وقت کے مشہور اہلِ قلم شیخ عبدالقادر تھے۔ اسی سال ان کا دوسرا مضمون "علم اور اسلام" کے عنوان سے "علی گڑھ میگزین" میں بھی تعریفی نوٹ کے ساتھ شائع ہوا۔ (۱)

سید سلیمان ندوی عربی مضامین، اخبارات و رسائل کا مطالعہ کیا کرتے تھے اس طرح اُن میں جدید عربی ادب کا ذوق پیدا ہوا۔ شبلی نعمانی نے مجلہ الندوۃ (ماہانہ رسالہ) سید صاحب کے سپرد کردیا۔ ایک مرتبہ سید صاحب نے بہترین فصیح و بلیغ انداز میں عربی زبان میں تقریر کی، اس کو سُن کر ان کے استاد گرامی شبلی نعمانی اتنے خوش ہوئے کہ اپنے سر سے عمامہ اتار کر اپنے شاگردِ رشید (ندوی صاحب) کے سر پر باندھ دیا۔ (۲)

شبلی نعمانی کے "دفتر سیرت" میں شمولیت:

شبلی نعمانی نے ۱۹۱۲ء میں ایک کمیٹی "مجلس تالیف سیرۃ النبی" تشکیل دی، اور اس میں انگریزی کے دو مترجم رکھے جبکہ عربی کے مددگار کی حیثیت سے سید صاحب کا تقرر ہوا۔

سید صاحب فرماتے ہیں: میرے ذمہ یہ خدمت سپرد ہوئی کہ میں "صحیح بخاری" سے سیرت کے واقعات کو یکجا کروں۔ (۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید صاحبؒ نے پانچ ماہ "الہلال" میں کام کیا پھر وہاں سے چھوڑ کر "دکن کالج" پونہ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ (۵)

۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو ان کے استاد گرامی شبلی نعمانی انتقال کر گئے۔ اس کے بعد سید صاحب مستقل طور پر "دارالمصنفین، اعظم گڑھ" میں آگئے۔ (۶)

وفات: ۱۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ اتوار کی رات دنیائے علم و ادب کا یہ درخشندہ آفتاب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا ــــ اناللہ وانا الیہ راجعون

سید صاحبؒ کی تصنیفات اور ان کا مختصر جائزہ:

سید صاحبؒ مولانا شبلیؒ کے جانشین، علوم شرقیہ کے ممتاز عالم تھے۔ تاریخ و تحقیق ان کے خاص موضوع تھے، وہ ادبی بصیرت اور شاعرانہ ذوق میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ آپؒ کی مختلف موضوعات پر درج ذیل "مؤلفات" ہیں۔

I- سیرت النبیؐ سے متعلق:

(الف) سیرۃ النبیؐ جلد ۳، ۴، ۵، ۶، ۷

(ب) خطباتِ مدراس

(ج) رحمتِ عالمؐ

II- سوانحی تصانیف: (الف) حیاتِ مالکؒ (ب) سیرتِ عائشہؓ (ج) خیام (د) حیاتِ شبلی

III- علمی، تحقیقی و تاریخی تصانیف: (الف) ارض القرآن: ج ۱، ۲ (ب) عرب و ہند کے تعلقات (ج) عربوں کی جہاز رانی (د) سیر افغانستان (ھ) یادِ رفتگان

"سیرت النبیؐ" کی دو جلدیں علامہ شبلی نعمانیؒ کی تصنیف کردہ تھیں لیکن ان کی تدوین اور مقدمہ لکھنے کی سعادت سید صاحبؒ کو نصیب ہوئی۔

"سیرت النبیؐ"

جلد سوم: اس جلد کے اندر نبی پاک ﷺ کے معجزات پر تفصیلاً تبصرہ کیا گیا ہے پھر سحر اور معجزہ کے موضوع پر علمی بحث بھی کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے مباحث مثلاً مکالمۂ الٰہی، وحی، نزولِ ملائکہ، انبیاءؑ، معراجِ نبوی، شق القمر، معجزۂ قرآن، خصائصِ محمدی، نیز ختم نبوت پر بھی بحث کی ہے، یہ جلد ۱۹۲۴ء میں چھپ گئی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد چہارم ۱۹۳۲ء میں ان کی معرکۃ الاراء کتاب "سیرۃ النبی" کی چوتھی جلد شائع ہوئی جس میں "منصبِ نبوت" اور "محمدی نبوت" کے لوازم و خصائص پر بحث کی گئی ہے۔

جلد پنجم ۱۹۳۵ء میں "سیرۃ النبی ﷺ" کی پانچویں جلد شائع ہوئی، جس کا موضوع عبادات ہے۔

جلد ششم ۱۹۳۹ء میں یہ جلد شائع ہوئی، جس میں اسلام کی اخلاقی تعلیمات [۹] پر مباحث ہیں۔ اس جلد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اس جلد کو سید صاحب کا "کارِ عظیم" قرار دیا ہے۔

"سیرۃ النبی ﷺ" جلد ہفتم اس جلد کا خاکہ تیار ہو چکا تھا کہ تکمیل سے پہلے سید صاحب اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔

مولانا ابوالحسن ندوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

> "یہ کتاب اگر مکمل ہو جاتی تو نہ صرف سلسلہ "سیرت النبی ﷺ" پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا بلکہ ان کے علمی و ذہنی کمالات، وسعتِ نظر، جامعیت، اعتدال و توازن، احتیاط، شریعتِ اسلامی کے مزاج سے آشنائی، قدیم و جدید کی واقفیت نہ صرف براہِ راست بلکہ اعلیٰ درجہ کی فکری بصیرت اور علمی و فکری پختگی کی بنا پر جو چیز تیار ہوتی اس میں شریعتِ اسلامی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ کی بہتر سے بہتر نمائندگی اور ترجمانی بھی ہوتی" [۱۰]

خطباتِ مدراس

۱۹۲۵ء میں آپؒ نے جنوبی ہند کی مسلم ایجوکیشن ایسوسی ایشن، کی دعوت پر سیرت النبی ﷺ پر آٹھ خطبے دیئے جو "خطباتِ مدراس" کے نام سے شائع ہوئے ان خطبات میں سیرت النبی ﷺ ایسے اچھوتے اور دل نشین انداز میں پیش کی گئی ہے کہ اس سے بہتر طریقے پر اب تک پیش نہیں کی جا سکی، یہ خطبات اپنے ادب و انشاء اور زورِ خطابت کے لحاظ سے اردو ادب کے شاہکار [۱۱] سمجھے جاتے ہیں۔

"خطباتِ مدراس" کے متعلق مولانا ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خطبات مدراس" سیرتِ نبویؐ کا عطر ہیں اور اس سے بہتر طریقہ پر ابھی تک
سیرت کو پیش نہیں کیا گیا" (۱۲)

"رحمتِ عالمؐ"

۱۹۴۰ء میں "رحمتِ عالم" بچوں کے لئے لکھی جو سلیس اور آسان زبان میں رسول ﷺ
کی سیرت پر مشتمل ہے۔ (۱۳)

"حیاتِ مالکؒ"

اس میں امام مالکؒ امام دارالہجرۃ کی سوانح عمری سے متعلق کچھ جلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ آپ کو امام مالکؒ سے خاص عقیدت تھی۔ ابو علیؒ لکھتے ہیں:

"امام مالک پر جہاں تک ہمارا حافظہ کام کرتا ہے بہترین کتاب ہے۔ پھر اُردو
میں کوئی کتاب اس کے ہم پلہ نہیں لکھی گئی" (۱۴)

سیرتِ عائشہؓ

اس کتاب میں سید صاحبؒ نے اپنی ذہانت اور دلیل سے عورتوں کا درجہ بلند کیا ہے، اس سوانح عمری سے اسلام میں عورتوں کے حقوق، ان کا احترام اور ان کا بلند مقام بھی متعین ہوتا ہے، شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں:

"اگرچہ وہ حضرت عائشہ کی سوانح عمری ہے، لیکن ایک حیثیت سے وہ بھی
سیرتِ نبویؐ کا ضمیمہ ہے" (۱۵)

"خیام"

۱۹۳۳ء میں سید صاحبؒ کی مشہور و معروف محققانہ تصنیف "خیام" شائع ہوئی، علمی دنیا کو پہلی دفعہ معلوم ہوا کہ ان کی شراب بھٹی کی شراب نہ تھی بلکہ "شرابِ معرفت" اور "بادۂ حقیقت" تھی نیز وہ نہ ایک شاعر تھا بلکہ فلسفی، منجم، ریاضی دان بھی تھا، اس کتاب کے متعلق سید صاحبؒ لکھتے ہیں:

"میں نے یہ کتاب محض اس حقیقت کے اظہار کے لئے پیش کی تھی کہ اہل
مغرب کو معلوم ہو جائے کہ جس تحقیق پر انہیں ناز ہے، علمائے مشرق ان سے کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سے بھی پیچھے نہیں" (١٦)

"حیاتِ شبلی"

سید صاحب ؒ نے اپنے استادِ گرامی کی سوانح عمری لکھ کر سعادت مندی کا ثبوت فراہم کیا نیز اس سلسلے میں سید صاحب ؒ غیر جانبدار رہے بقول سید صاحب ؒ "یہ ۹۰۰ صفحات کی کتاب صرف اس عہد کے ایک اہم شخص کی سوانح عمری ہی نہیں بلکہ درحقیقت مسلمانانِ ہند کے پچاس برس کے علمی وادبی، سیاسی ومذہبی اور قومی واقعات کی تاریخ بن گئی" (١٧)

"تاریخ ارض القرآن" جلد I,II

اس کتاب میں "ارض قرآن" کا جغرافیہ، اقوامِ عرب کے سیاسی، تاریخی، نسبی، قومی، دینی، تجارتی اور تمدنی حالات پر بحث کی گئی ہے، اور قرآن مجید کے بیانات سے اس کی مطابقت دکھائی گئی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں "تاریخ ارضِ قرآن" میں سید صاحب نے تمام انسانی تاریخ کے سلسلہ میں نئی راہیں کھولیں، بلکہ قرآن مجید کی کے بعض جزئی شخصیتوں کے متعلق بعض ایسے اہم انکشافات کئے جن کی روشنی میں ان کی حیثیتوں اوران کی قدر وقیمت میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔ (١٨)

"عرب وہند کے تعلقات"

اس کتاب کا مقصد ہندو،مسلمان کے درمیان پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنا تھا جو انگریزوں نے اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر پھیلا رکھی تھیں۔ ڈاکٹر زبیر احمد صدیقی لکھتے ہیں: "یہ اردو اَدبیات میں بیش بہا اضافہ ہے اور مصنف نے اِسے سے جس طرح تصنیف کیا ہے کہ یہ دنیائے اردو ادب میں انہی کا حصہ ہے" (١٩)

"عربوں کی جہاز رانی"

مارچ ۱۹۳۱ء میں عربوں کی جہاز رانی پر بمبئی گورنمنٹ کے شعبہ تعلیم کی سرپرستی میں چار خطبے دیئے جن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ موجودہ جہاز رانی کی ترقی میں عربوں کا کتنا حصہ ہے۔ بعد میں اس کو کتابی شکل دے دی گئی، جو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے۔ (٢٠)

اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: کم ہی کتابیں ہوتی ہیں جو خاص وعام کو یکساں پسند آتی ہیں، ان خوش نصیب کتب میں سے مولانا کی تازہ تصنیف: "عربوں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاز رانی" بھی ہے جس کا مضمون اتنا اچھوتا اور مواد اتنا زیادہ کہ اس کی توقع کم تھی" (۲۱)

"سیر افغانستان"

یہ مولانا موصوف کا سفرنامہ ہے، یہ سفرنامہ سیر و سیاحت کی محض تفریحی سرگذشت نہیں ہے بلکہ اس میں افغانستان کے اہم تاریخی واقعات، آثار قدیمہ، موجودہ افغانستان کے تعلیمی اور صنعتی مدارس، قدیم و جدید تمدن کے مظاہر وغیرہ، غرض یہ کہ افغانستان کے جملہ تاریخی و تمدنی، علمی و معاشرتی حالات آگئے ہیں۔ علامہ اقبالؒ جو اس سفر میں سید صاحبؒ کے ہمرکاب تھے۔ فرماتے ہیں:

> "سید صاحبؒ علم و فضل کا دریا ہے جس سے سینکڑوں نہریں نکلتی ہیں اور ہزاروں سوکھی بستیاں سیراب ہوتی ہیں۔ آپ صرف عالم ہی نہیں بلکہ امیر العلماء ہیں، مصنف ہی نہیں رئیسُ المصنفین بھی ہیں" (۲۲)

"یادِ رفتگان" (وفیات)

اس کتاب میں ۱۹۱۴ء سے ۱۹۵۲ء تک کے ۱۳۵ اکابرین و مشاہیر کی وفات پر سید صاحبؒ نے اپنے جذبات اور تاثرات کو قلمبند کیا ہے اور ان کے کارناموں کا بھی تذکرہ کیا ہے، اس کتاب میں سوانح بھی ہے اور تذکرہ بھی، احوال بھی ہیں، افکار بھی، نیز تاریخی اسناد بھی ہیں اور جغرافیائی معلومات بھی، مدارس و معابد کا حال بھی اور اخبارات و رسائل کی فہرست بھی ہے۔

مولانا موصوف کی علمی یادگاروں میں ان کی اہم تصانیف کے علاوہ "دار المصنفین" اور اس کا ماہانہ رسالہ "معارف" بھی شامل ہے۔ اس رسالے میں ادارت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ انہوں نے بے شمار مذہبی، علمی، ادبی اور تاریخی مضامین بھی لکھے۔

الغرض مولانا ندوی جیسی جامع کمالات شخصیت کہیں دیر بعد ہی پیدا ہوتی ہے، جملہ علومِ اسلامی پر ان کی گہری نظر تھی اور بعض علوم میں امامت و اجتہاد کے مقام پر فائز تھے، آپ کا علمی درجہ بہت وسیع اور بلند تھا جس کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے نیز ان کے پیش نظر اسلامی احکام و تعلیمات کی صحیح اور دل نشین انداز میں تعبیر و ترجمانی تھی۔ رحمہُ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ۔ (جامعہ پنجاب، لاہور) ۲۶۶/۱۱،
اور شاہ معین الدین ندوی: حیاتِ سلیمان، اعظم گڑھ، ۱۹۷۳ء ص ۱۷

۲۔ سلیمان ندوی: حیاتِ شبلی، (ط ۳، ۱۹۴۳ء) ص ۴۵۸

۳۔ حیاتِ شبلی، ص ۷۰۷

۴۔ حیاتِ شبلی، ص ۷۰۷

۵۔ غلام محمد: تذکرۃ سلیمان (کراچی، ۱۹۶۰ء) ص ۱۷۲

۶۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۲۶۷/۱۱

۷۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ (لاہور، ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ص ۸۱

۸۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۲۶۸/۱۱

۹۔ معارف کی پانچ اشاعتیں، (معارف جنوری ۱۹۴۰ء)

۱۰۔ "سیرۃ النبی ؐ"، پیش لفظ جلد دوم، ص ۲

۱۱۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۲۶۸/۱۱

۱۲۔ پرانے چراغ (کراچی، ط ۲، ۱۹۷۵ء) ص ۵۶

۱۳۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۲۶۹/۱۱

۱۴۔ ابو علی اعظم گڑھ: مولانا سلیمان ندوی کے علمی و تاریخی کارنامے،
معارف (مئی ۱۹۶۰ء) ۳۵/۴۴

۱۵۔ معارف ٗ سلیمان نمبر

۱۶۔ غلام محمد: تذکرۃ سلیمان (کراچی ۱۹۶۰ء) ص ۵۴

۱۷۔ حیاتِ شبلی، ص ۸۔۹

۱۸۔ معارف ٗ سلیمان نمبر ۱۹۵۵ء ۲۲۶/۷۵

۱۹۔ عرب و ہند کے تعلقات، معارف جنوری ۱۹۳۱ء (ص ۱۶۸)

۲۰۔ اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۲۶۸/۱۱

۲۱۔ عربوں کی جہاز رانی پر استدراک، معارف مئی ۱۹۳۶ء، ص ۳۲۵

۲۲۔ معارف ٗ سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء ص ۲۸

☆ ○ ☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اداریات

حافظ حسن مدنی

اشاریہ : "مُحدّث" ۱۹۹۲ء —— ۱۹۹۴ء

① فکر و نظر

ثریا علوی، مسز	پروگرام بہبود آبادی	جنوری ۹۳ء	۲۔۷
ثریا علوی، مسز	دنیا بھر میں خون مسلم کی ارزانی	اکتوبر ۹۴ء	۲۔۱۱
صلاح الدین یوسف، حافظ	اجتہاد اراکین اسمبلی [اجتہادِ ترکی، جمہوریت، تعبیرِ شریعت کا اختیار، اجتہاد کا طریقہ، اجماعِ صحابہ]	اپریل ۹۳ء	۲۔۴۷
عبدالرحمن مدنی، حافظ	تبلیغ اسلام میں تصادم اور کشمکش کا تصور	جون ۹۴ء	۲۔۲۱
عبدالعزیز بن باز، شیخ	عراق، کویت تنازعہ میں، مسلمانوں کے لئے نصیحت نامہ	اکتوبر ۹۰ء	۲۔۲۳
عبدالقدوس سلفی، انجینئر	اسلام اور جمہوریت میں تصورِ نمائندگی	اکتوبر ۹۲ء	۲۔۱۰
گل محمد خاں، جسٹس	شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء... شرع یا شرک؟	جنوری ۹۲ء	۲۔۱۹
محمد اسحق زاہد، حافظ	اسلامی انتہاپسندی— حقیقت یا افسانہ؟	اگست ۹۳ء	۲۔۵
محمود الرحمن فیصل، ڈاکٹر	نفاذِ شریعت بذریعہ مسلح جدوجہد	دسمبر ۹۴ء	۲۔۸
محمود الرحمن فیصل، ڈاکٹر	وزیر اعظم کے نام کھلا خط	جنوری ۹۴ء	۲۔۱۸
مسعود عبدہٗ، حسن مدنی	مقبوضہ کشمیر، ماضی اور حال	اپریل ۹۴ء	۲۔۱۳

② کتاب و حکمت

حسن مدنی، حافظ (مترجم)	تفسیر قرآن کا طریق، عقیدہ میں آحاد کا حجت ہونا... (شیخ ناصر الدین البانی)	اپریل ۹۴ء	۳۵۔۴۹
[چوہدری عبدالحفیظ، پروفیسر	"ترجمان القرآن" فی تفسیر القرآن (نواب صدیق حسن خاں)	اکتوبر ۹۰ء تا	—
محمد اسرائیل، پروفیسر	[سورۃ البقرہ (آیت نمبر ۳۰ تا ۱۲۵)]	نومبر ۹۴ء	—]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت :

[illegible] حافظ (مترجم)	حدیث سبعہ احرف کی تخریج ـــــ (عبدالعزیز القاریؒ)	اگست ۹۳ء	۳۳-۶۴
[illegible] عبدالقادر، ڈاکٹر	نواب صدیق حسن خان کی خدمت حدیث	اکتوبر ۹۳ء	۶۰-۷۰
[illegible] علی زکی	استدراک عن بعض الاحادیث	اپریل ۹۴ء	۸۵-۸۷
[illegible] ابو جابر	شرک کی بنیاد ایک متنازعہ روایت: اذکرا حبّ الناس الیک	اپریل ۹۴ء	۷۷-۸۴
	ابتدائے ہجرت میں غار جبل ثور کے معجزات کا جائزہ	جنوری ۹۴ء	۳۱-۵۰
	حدیث "اتقوا فراسة المومن" .....(i) (محدثین کی نظر میں)	اپریل ۹۴ء	۵۰-۷۶
	حدیث "اتقوا فراسة المومن" ....(ii) (محدثین کی نظر میں)	اکتوبر ۹۴ء	۲۶-۴۴
	حدیث "من لم تنهه صلاته عن الفحشاء فلا صلاة له"	نومبر ۹۴ء	۱۳-۴۳
	فضائل قربانی کی احادیث کا جائزہ	اپریل ۹۳ء	۱۰۰-۱۲۹
[illegible] شدی	رسول کریم کے خون چوسنے والی روایت پر تحقیقی جائزہ	جون ۹۴ء	۳۷-۴۴
[illegible] (مرتب)	حدیث و سنت میں اختلاف کی اختراع (شیخ الحدیث عبد المنان صاحب)	جنوری ۹۴ء	۳۶-۴۱
[illegible] (مرتب)	کیا حدیث کو محض "غلطی کے امکان" کی بنا پر ترک کیا جا سکتا ہے؟ (خطاب مولانا عبد السلام بھٹوی)	اکتوبر ۹۴ء	۴۵-۵۱
[illegible] الفلاح، مفتی	امام ابوداؤد اور سنن ابوداؤد	جون ۹۴ء	۴۵-۷۸
[illegible] عبدہ الفلاح، مفتی	امام بخاری اور "الجامع الصحیح"	جنوری ۹۳ء	۳۳-۹۰
[illegible] عبدہ الفلاح، مفتی	امام ترمذی اور الجامع للترمذی	اکتوبر ۹۴ء	۱۹-۵۹
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	امام نسائی اور سنن نسائی	جنوری ۹۴ء	۴۲-۷۸
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	امام مالک اور مؤطا کا تعارف، مؤطا محمد سے تقابل	دسمبر ۹۴ء	۹-۳۹
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	صحیح بخاری۔ روایات اور شروح	اپریل ۹۳ء	۷۴-۹۹

ایمان و عقائد :

سید محمد اکرم، مولانا	توحید کے چند اہم پہلو اور راہِ اعتدال (i)	اکتوبر ۹۰ء	۳۸-۷۵
سید محمد اکرم، مولانا	توحید کے چند اہم پہلو اور راہِ اعتدال (ii)	جنوری ۹۲ء	۵۱-۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن ضیاء، مولانا	صفاتِ الٰہی میں سلف و خلف کا منہج	نومبر ۹۴ء	۴۴–۴۷
غازی عزیر (مترجم)	عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مجمل اصول (ڈاکٹر ناصر عبدالکریم العقل)	اگست ۹۳ء	۶۵–۸۰

⑤ فقہ و اجتہاد :

عبدالرؤف ظفر / حافظ عبداللہ	امام بخاری بحیثیتِ فقیہ	اکتوبر ۹۴ء	۷۱–۷۹
عبدالوکیل علوی، مولانا	رفع الیدین ایک مرتبہ یا تین مرتبہ!	جون ۹۴ء	۱۱۳–۱۲۷
محب اللہ شاہ راشدی	اذانِ عثمانی کا تحقیقی جائزہ	جون ۹۴ء	۷۹–۱۱۲

⑥ تحقیق و تنقید

ابو ارقم انصاری	مسئلہ اہلُ البیت، قرآن و سنت کے متبعین کے لئے لمحہ فکریہ	اپریل ۹۴ء	۱۳۱–۱۳۶
ابو شہزاد، مولانا	الجماعۃ اور فرقے (نجات شیرازہ بندی میں اور فرقہ بندی میں ہلاکت)	جنوری ۹۴ء	۷۹–۹۸
شرف الحق اثری، مولانا	عورت کی سربراہی کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں!	جنوری ۹۴ء	۹۹–۱۱۰
صلاح الدین یوسف، حافظ	طلوعِ اسلام کا نظریہ زکوٰۃ	اکتوبر ۹۲ء	۸۰–۸۹
صلاح الدین یوسف، حافظ	مسئلہ شہادتِ نسواں (چند اہم نکات کی وضاحت)	جنوری ۹۴ء	۷۸–۱۰۲
عبدالرحمٰن کیلانی، مولانا	تعلیقاتِ ثلاثہ قاری عبدالحفیظ صاحب (منہاج) کے تعاقب کے جواب میں (i)	اپریل ۹۲ء	۸۸–۱۳۰
عبدالرحمٰن کیلانی، مولانا	تعلیقاتِ ثلاثہ قاری عبدالحفیظ صاحب (منہاج) کے تعاقب کے جواب میں (ii)	اکتوبر ۹۲ء	۵۲–۷۹
عبدالرحمٰن مدنی، حافظ	جہاد کے لئے تنظیم و امارت اور والدین کی اجازت!	اکتوبر ۹۴ء	۱۰۲–۱۰۹
غازی عزیر	ابلیس کی حقیقت (جن یا فرشتہ؟)	اکتوبر ۹۰ء	۷۶–۱۱۳
غازی عزیر	تیمم کا طریقہ از روئے قرآن و حدیث	اکتوبر ۹۴ء	۸۰–۱۰۱
محمد اسحٰق زاہد، حافظ	تشہد میں محل رفعِ سبابہ، فضائل اعمال میں ضعیف روایت پر عمل، تبلیغی جماعت کے ساتھ نماز کا ثواب ۴۹ کروڑ گنا	اکتوبر ۹۲ء	۹۰–۱۰۲
محمد اسحٰق زاہد، حافظ	مکروہ اوقات میں تحیۃُ المسجد کا حکم	اگست ۹۳ء	۸۱–۱۰۲
محمد دین قاسمی، پروفیسر	نسخ فی القرآن اور پرویز	اپریل ۹۴ء	۱۳۲–۱۴۳
نسیم اختر، پروفیسر	صحیح بخاری اور رجاء السندھی	اپریل ۹۴ء	۱۳۰–۱۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسیم اختر، پروفیسر	مصحف عثمانی، بعض تسامحات کا جائزہ	جنوری ۹۴ء	۱۱۱ـ۱۱۶

⑦ مقالات

احمد خالد عمر	اقبالؒ اور مقامِ رسالت	اکتوبر ۹۰ء	۱۶۰ـ۱۷۲
افضل ربانی، ڈاکٹر	امام شافعیؒ بحیثیتِ شاعر	جون ۹۴ء	۱۳۰ـ۱۵۶
افضل ربانی، ڈاکٹر	علم و حکمت، اسلام کی نظر میں	اکتوبر ۹۴ء	۱۲۵ـ۱۳۵
ثریا علوی، مسز	اسلامی حدود سے ہی شرفِ انسانی کا تحفظ ممکن ہے!	جنوری ۹۳ء	۱۱۹ـ۱۳۱
ثریا علوی، مسز	حدود اللہ کا نفاذ ۔ باعثِ خیر و برکت!	اکتوبر ۹۴ء	۱۰۳ـ۱۱۵
ثریا علوی، مسز	غیر مسلم اقوام سے مشابہت ممنوع کیوں؟	جون ۹۴ء	۱۲۸ـ۱۳۹
ثریا علوی، مسز	مطالعہ سیرتِ نبویؐ کی اہمیت	جنوری ۹۴ء	۱۱۷ـ۱۳۳
حافظ عبداللہ، پروفیسر	جدید سائنسی تحقیقات اور قرآن کریم	جون ۹۴ء	۱۷۵ـ۲۰۸
حافظ عبداللہ، پروفیسر	عربی شاعری میں معلقات کی اہمیت	نومبر ۹۴ء	۴۸ـ۵۵
حسن مدنی، حافظ (مترجم)	اسلام میں قانون سازی کیا اور کیوں؟ (شیخ محمد بن ابراہیم)	اگست ۹۳ء	۱۳۳ـ۱۴۷
حسن مدنی، حافظ (مترجم)	سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟ (عبدالعزیز القاری)	جنوری ۹۴ء	۱۴۹ـ۱۸۵
سعید احمد، حافظ	اسلام میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں	جنوری ۹۴ء	۱۳۴ـ۱۴۸
سعید مجتبیٰ سعیدی، مولانا	علم حدیث اور علمائے برصغیر (جمع الجوامع سے کنز العمال تک)	جنوری ۹۴ء	۱۲۷ـ۱۳۲
سید اسعد گیلانی، ڈاکٹر	رسول کریم کا معجزہ	جنوری ۹۴ء	۱۱۸ـ۱۲۶
طاہر شیخ محمد	اسلام میں ذرائع ابلاغ کا کردار	اکتوبر ۹۴ء	۱۵۴ـ۱۶۵
عابدہ خواجہ، ڈاکٹر	اسلام میں عورت کا معاشرتی تحفظ	اکتوبر ۹۴ء	۱۱۶ـ۱۲۴
عبدالحلیم محمد بلال (مترجم)	شرعی وصیت کا طریقہ (ڈاکٹر عمر الخولی)	جون ۹۴ء	۱۵۷ـ۱۶۵
عبدالرشید عراقی	برصغیر میں علمائے اہلحدیث کی مساعی	اکتوبر ۹۴ء	۱۱۰ـ۱۵۱
عبدالرشید عراقی	غزواتِ نبوی (قرآن کی روشنی میں)	دسمبر ۹۴ء	۳۰ـ۶۴
عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر	تفسیر قرآن مجید کی اقسام	جنوری ۹۲ء	۱۳۳ـ۱۷۶
عبدالقوی لقمان، مولانا	اسلام اور مستشرقین	اکتوبر ۹۴ء	۱۵۲ـ۱۷۴
عبدالقوی لقمان، مولانا	اسلام اور مستشرقین	اگست ۹۳ء	۱۴۸ـ۱۵۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ صالح	مصحف عثمانیؓ کا تحقیقی جائزہ۔ اعتراضات، پس منظر، ضرورت و نوعیت	جنوری ۹۳ء	۹۱-۱۱۸
عرفان خالد ڈھلوں	مسلمانوں کا انداز تحقیق	اکتوبر ۹۲ء	۱۳۶-۱۵۳
غازی عزیر	برصغیر میں اشاعتِ اسلام، محدثین کی مساعی کا ثمر ہے	جنوری ۹۳ء	۱۴۴-۲۰۹
فضل الرحمٰن امرتسری، مولانا	انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت	جنوری ۹۲ء	۱۰۳-۱۱۷
لبنیٰ رحمت، محترمہ	عورت کی نبوت کا مسئلہ	اپریل ۹۳ء	۱۶۵-۱۷۶
لطیف اللہ، مولانا	اسلام اور مشورہ	اکتوبر ۹۰ء	۱۱۴-۱۵۹
لیاقت علی نیازی	نبی اکرمؐ بطور تاجر	جون ۹۴ء	۱۶۶-۱۷۴
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	حدیثِ معلق اور صحیح بخاری"	اگست ۹۳ء	۱۰۳-۱۳۲
محمود الرحمٰن فیصل، ڈاکٹر	خاندانی منصوبہ بندی	اکتوبر ۹۳ء	۱۷۵-۱۸۶
ممتاز احمد سالک	اسلام کا تصورِ آخرت اور معاشی زندگی	جنوری ۹۳ء	۱۳۲-۱۴۳

⑧ دارالافتاء

ثناء اللہ مدنی، حافظ	اُدھار شے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	امتی کے لئے بحالتِ خواب ازواجِ مطہراتؓ سے شرف ملاقات؟	اپریل ۹۲ء	۱۳۷-۱۴۴
ثناء اللہ مدنی، حافظ	بعد از وتر دو رکعتوں کا حکم؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	بوقت اذان بیت الخلا جانا؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	بوقتِ نکاح حاضرین پر چھوہارے پھینکنا؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	بیک وقت تین چار اذانوں کا جواب کس طرح؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	خواب میں نبی کریمؐ کی رؤیت؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	فوت شدہ نماز حاضر سے پہلے یا بعد میں؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	سجدہ تلاوت فوری کیا جائے یا موخر؟		
ثناء اللہ مدنی، حافظ	ناگہانی موت اچھی ہے یا بُری؟		

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ تذکرۃ المشاہیر

ثناء اللہ مدنی، حافظ	مولانا مقبول احمد سرہالویؒ	اکتوبر ۹۴ء	۱۸۷۔۱۹۰
حکیم خلیل الرحمٰن	حکیم عبدالقیومؒ	جنوری ۹۲ء	۱۸۳۔۱۸۵
سعید مجتبیٰ سعیدی، پروفیسر	حضرت حکیم بن حزامؓ	اکتوبر ۹۲ء	۱۶۶۔۱۷۱
سعید مجتبیٰ سعیدی، پروفیسر	علامہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ	جنوری ۹۳ء	۲۲۶۔۲۳۷
سعید مجتبیٰ سعیدی، پروفیسر	سخاویؒ و سیوطیؒ کے مابین اختلافات اور محاکمہ	اپریل ۹۳ء	۱۷۷۔۱۸۹
عبدالرشید عراقی	امام بخاری اور ان کی علمی خدمات (ا)	اپریل ۹۲ء	۱۴۵۔۱۴۸
عبدالرشید عراقی	امام وکیع بن الجراحؒ	جنوری ۹۲ء	۱۷۷۔۱۸۲
عبدالرشید عراقی	امام یزید بن ہارون اسلمیؒ	اکتوبر ۹۰ء	۱۷۳۔۱۸۴
عبدالرشید عراقی	امام بخاری اور ان کی علمی خدمات (اا)	اکتوبر ۹۲ء	۱۷۲۔۱۸۶
عبدالرشید عراقی	مولانا اسماعیل سلفیؒ	اپریل ۹۲ء	۱۴۹۔۱۵۴
عبدالرشید عراقی	مولانا شمس الحق ڈیانویؒ	جون ۹۴ء	۲۰۹۔۲۲۲
عبدالرشید عراقی	مولانا عبیداللہ مبارکپوریؒ	جنوری ۹۴ء	۱۸۶۔۱۸۹
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ	اگست ۹۳ء	۱۵۹۔۱۷۷
محمد عبدہ الفلاح، مفتی	مولانا محمد ابراہیم آرویؒ	نومبر ۹۴ء	۵۶۔۶۴

⑩ تبصرہ کتب

سعید مجتبیٰ سعیدی، پروفیسر	الشمس والقمر بحسبان (مولانا عبدالرحمٰن کیلانی)	اپریل ۹۳ء	۱۹۰۔۱۹۲
عبدالجبار شاکر، پروفیسر	سیرت امام الانبیاء (از محمد منیر قمر)	جون ۹۴ء	۲۲۳۔۲۲۴
عبدالجبار شاکر، پروفیسر	مجلّہ "القلم" لاہور (شیخ زید اسلامک سنٹر لاہور)	جنوری ۹۴ء	۱۹۰۔۱۹۱
عبدالجبار شاکر، پروفیسر	انسان۔ نشان رحمٰن (مولانا عبدالرحمٰن عاجز)	جنوری ۹۴ء	۱۹۱۔۱۹۲
عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر	مجلّہ "الاضواء" عربی (شیخ زید اسلامک سنٹر لاہور)	اگست ۹۳ء	۱۸۱۔۱۸۳
عبدالوکیل علوی، مولانا	اسلام میں عورت کا مقام (مسز ثریا علوی)	جنوری ۹۳ء	۲۳۸۔۲۴۰
محمد اسحٰق زاہد، حافظ	مترادفات القرآن (مولانا عبدالرحمٰن کیلانی)	اگست ۹۳ء	۱۷۸۔۱۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود عبدہ، محمد	آسان ترجمہ قرآن (سید شبیر احمد)	جنوری ۹۲ء	۱۹۰۔۱۹۲
مسعود عبدہ، محمد	صحیفہ ہمام بن منبہ (حضرت ابو ہریرہؓ)	اکتوبر ۹۲ء	۱۸۷۔۱۹۰
مسعود عبدہ، محمد	عالم برزخ (عبدالرحمن عاجز)	اپریل ۹۲ء	۱۵۵۔۱۵۹
مسعود عبدہ، محمد	موت کے سائے (عبدالرحمن عاجز)	جنوری ۹۲ء	۱۸۶۔۱۸۹

شعر و ادب

عبدالرحمن عاجز	ابھی تک اس کی حسرت ہے	اپریل ۹۲ء	۶۷
عبدالرحمن عاجز	اس قوم کا ایک ایک نشان مٹ کے رہے گا	اکتوبر ۹۰ء	۳۷
عبدالرحمن عاجز	پھر فرقہ بندیوں کے تعصب کو چھوڑ دو	اپریل ۹۳ء	۱۷۶
عبدالرحمن عاجز	حیات بیت گئی آہ خواب غفلت میں	اگست ۹۳ء	۱۸۳
عبدالرحمن عاجز	دامن کو تار تار کیے جا رہا ہوں میں	اگست ۹۳ء	۵
عبدالرحمن عاجز	ریا کاری	جنوری ۹۴ء	۷۷
عبدالرحمن عاجز	زندگی تھی پر سکون، جب تک میں گمنام تھا	اکتوبر ۹۴ء	۱۹۱
عبدالرحمن عاجز	سراسر درس عبرت ہے	اپریل ۹۲ء	۱۳۰
عبدالرحمن عاجز	سکون کی حرص ہے گر، حرص اقتدار نہ کر	اکتوبر ۹۲ء	۱۹۲
عبدالرحمن عاجز	عمل ہی تیرا رہبر ہے مسافر	اپریل ۹۳ء	۱۷۶
عبدالرحمن عاجز	غنچے غنچے کی زبان پر ہے حکایت تری	اکتوبر ۹۴ء	۱۹۱
عبدالرحمن عاجز	موت خود چارہ گر بھی ہوتی ہے	اکتوبر ۹۲ء	۱۷۱
عبدالرحمن عاجز	وہ عالم، اہل عالم میں بڑا مجہول ہوتا ہے	جون ۹۴ء	۲۱

متفرقات

ادارہ	محدث اور رابطہ احباب	نومبر ۹۴ء	۲۔۳
محمد اسحٰق زاہد، حافظ (مترجم)	سعودی عرب کا دستور جدید	جنوری ۹۳ء	۲۱۰۔۲۲۵

نوٹ: مذکورہ بالا اشاریہ، اکتوبر ۹۰ سے دسمبر ۹۴ تک قارئین کو ارسال کیے جانیوالے تمام شمارہ جات کو شامل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی محمد عبدہ الفلاح

تذکرۃ المشاہیر

مولانا حافظ عبدالعزیز رحیم آبادیؒ

۱۸۵۴ء ——— ۱۹۱۸ء

ولادت و نشأۃ :

۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۴ء کو ایک بڑے زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام شیخ احمد اللہ اور والدہ کا نام بی بی مخدومن ہے۔ عمر کے ۱۳ویں سال میں قرآن پاک حفظ کیا۔ اس کے بعد عربی، فارسی کی کتابیں پڑھنا شروع کیں جو اس دور میں رائج تھیں۔ مختلف اساتذہ کرام سے ابتدائی کتابیں تحصیل کیں۔ ان اساتذہ میں مولوی عظمتُ اللہ، مولوی محمود عالم رامپوری (۱۳۰۲ھ) اور مولوی محمد یحییٰ عظیم آبادی کے اسماء گرامی خاص طور پر مذکور ہیں۔ (۱)

اعلیٰ تعلیم کے لئے رحلت :

پھر ۱۲۹۰ھ کو بیس سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے حضرت شیخ الکل محدثِ اعظم سید نذیر حسین الدہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ اس سے پہلے ان کے بڑے بھائی شیخ عبدالرحیم بھی اسی درگاہ سے فیض یاب ہوچکے تھے۔ دہلی میں دو سال قیام کے دوران حضرت میاں صاحب سے صحاح ستہ، مؤطا امام مالک، سُنن داری، جامع صغیر ہدایہ، جلالین اور اصولِ حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ (۲) اور دو سال کی قلیل مدت میں تکمیل کے بعد ۱۲۹۲ھ کو حضرت میاں صاحب سے سند لے کر وطن واپس ہوئے۔ (۳)

درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ :

وطن پہنچ کر درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں مشغول ہوگئے اور اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ میں درس دینا شروع کردیا۔ مسلسل آٹھ سال تک برابر تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ دعوت و تبلیغ کے کاموں میں بھی تندہی سے حصہ لیتے رہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مسائل میں اپنے والد شیخ احمد اللہ سے اختلاف کی بنا پر تقریباً ۱۳۰۰ھ کے زمانہ میں رحیم آباد کو الوداع کیا اور بمع اہل و عیال مظفرپورہ چلے آئے اور ایک محلّہ (چھوٹی کلیانی) کی مسجد میں ٹھہر گئے۔ اسی کو اپنا مسکن اور درسگاہ بنالیا اور اس میں تدریس کا کام شروع کردیا اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے اور یہ درسگاہ آگے چل کر مظفرپور میں مدرسہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہوئی اور نصف صدی تک اس درسگاہ میں بہت سے جید علماء کرام درس دیتے رہے، جن میں مولانا ابوطاہر بہاری، مولانا مولا بخش ہراکری، مولانا محمد اسحاق آروی، حافظ محمد حنیف آروی، حافظ عبداللہ رحیم آبادی اور حافظ عبدالستار مولانگری کے اسماء گرامی مشہور ہیں۔

مولانا کی علمی کوششوں نے بڑے بڑے لوگوں کو ایک شیرازہ میں جمع کردیا۔ مدرسہ احمدیہ آرہ کا اولین دور تھا۔ اس دور میں ہی مولانا عبدالغفار نشتر محدث مہدانوی، حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا شمشاد الحق ڈیانوی ایک سلسلہ میں مربوط تھے۔ یہ تمام حضرات حضرت میاں سید نذیر حسین دہلویؒ صاحب کے حلقہ درس کے حاشیہ نشین تھے۔

حضرت میاں صاحب کے فیضِ صحبت کا یہ اثر تھا کہ آپ کے تلامذہ بیرونِ ہند میں مشہور ہوئے اور تمام حضرات نے ملک میں بڑی بڑی خدمتیں سرانجام دیں۔ انہی میں ایک حضرت رحیم آبادی بھی تھے۔

مولانا محمد سعید (مسجد علی جان دھلی) لکھتے ہیں: [۴]

"آپ مبلغ اسلام تھے، آپ کے کلام میں خاص اثر تھا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوتے تھے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کا وعظ سن کر مشرف باسلام ہوتے"

بلکہ ایسے واقعات بھی پیش آتے کہ مخالفین نے آپ کا وعظ سن کر اعتراف کیا کہ آپ اس امت کے امام غزالی ہیں اور ایسے اجلاس میں بھی آپ کا خطاب توجہ سے سنا گیا جب کہ مخالفین کسی اہلحدیث عالم کا خطاب سننے کے لئے تیار نہ تھے۔

جماعتی تنظیم:

مولانا رحیم آبادی دعوت و تبلیغِ مسلک اہل حدیث کے ساتھ ساتھ جماعتی تنظیم کے لئے بھی متحرک رہے اور جب کبھی مجالس میں علماء کے ساتھ جمع ہوتے تو جماعت کو منظم کرنے کے لئے مشاورت اور تجاویز پیش کرتے اور بحث و تمحیص کرتے۔ اس وقت تک "آل انڈیا اہلحدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس" کے عنوان سے اہلحدیث کی تنظیم قائم نہیں ہوئی تھی۔

اتفاق کی بات ہے کہ مدرسہ احمدیہ آرہ میں ایک اجتماع ہوا اور وہاں یہ مسئلہ چھیڑ دیا گیا اور طے پایا کہ جماعت کے لئے ایک سردار (امیر) کا انتخاب ہونا چاہیے۔ چنانچہ مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب آروی باتفاق رائے امیر منتخب کر لئے گئے۔ اور تنظیم جماعت کے لئے یہ پہلا قدم تھا۔

ان کا انتخاب تو ہو گیا مگر تمام تنظیمی امور کو مولانا رحیم آبادی سرانجام دیتے رہے حتی کہ جب آروی صاحب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو مدرسہ احمدیہ آرہ اور جماعت کی امارت کا بوجھ مولانا رحیم آبادی پر ڈال گئے۔ اس صوبائی (بہاری) تنظیم کے ساتھ مولانا رحیم آبادی آل انڈیا تنظیم کے لئے کوشاں رہے۔ اخبار اہل حدیث کے ذریعہ اس تحریک کو شروع کیا اور علماء اہل حدیث نے بھی اپنی آراء اخبار کے ذریعہ نشر کیں۔

چنانچہ ۱۹۰۶ء کے اخبار اہل حدیث میں اس کانفرنس کے لئے اتفاق رائے کا اعلان کر دیا گیا اور مولانا ابوالقاسم بنارسی نے تحریر فرمایا کہ مجھے بھی اس کانفرنس سے اتفاق ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ جلسہ مذاکرہ علمیہ قریب آ رہا ہے لہٰذا اس اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد بھی اسی جلسہ میں ہو جائے۔ (۵)

چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مدرسہ احمدیہ آرہ کے مذاکرہ علمیہ کا اجلاس ۲۲، ۲۳ دسمبر ۱۹۰۶ء ہونا قرار پایا۔ جس میں آل انڈیا کے چوٹی کے اہل حدیث علماء شامل ہوئے۔ حتی کہ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی بھی صعوبتِ سفر اٹھا کر وہاں پہنچے اور باتفاقِ آراء، کانفرنس کی تجویز منظور ہو گئی اور حافظ عبداللہ صاحب کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور ان تین افراد پر تنظیم جماعت کی ذمہ داری ڈالی گئی: مولانا رحیم آبادیؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

اصحابِ ثلاثہ کی مساعی:

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ان اصحابِ ثلاثہ نے جماعتی تنظیم کے لئے ملک بھر کے دورے کیے اور عوام کو اس تنظیم کے اغراض و مقاصد سے متعارف کروایا۔ بلکہ جماعت کو بنگال سے پشاور تک ایک مرکز پر جمع کر دیا اور ہر سال اس کے سالانہ اجلاس کرواتے رہے۔ ہم ان سالانہ کانفرنسوں کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل "تحریک کے چند اوراق" میں بیان کر چکے ہیں۔

تحریکِ مجاہدین میں مولانا کی سرگرمیاں:

تحریکِ جہاد کے بانی امیرِ قافلہ سید احمد شہیدؒ اور ان کے وزیر شاہ اسماعیلؒ شہید تھے۔ ان دونوں بزرگوں کی شہادت کے بعد صادقپوری علماء نے اس تحریک کو زندہ رکھا اور صادق پور پٹنہ میں مرکزی امیر مولانا عبدالرحیم صادقپوریؒ قرار پائے۔ مولانا رحیم آبادی بھی اس تحریک میں شامل تھے، جب مولانا عبدالرحیم گرفتار ہوئے تو ان کے بعد مولانا مبارک علی و تبارک علی بالترتیب قائم مقام امیر مقرر ہوئے۔ پھر ان دونوں بھائیوں کی گرفتاری کے بعد ۱۸۷۲ء میں تحریک کی تمام تر ذمہ داری مولانا رحیم آبادی پر ڈالی گئی اور آپ نے زندگی بھر اس ذمہ داری کا پورا حق ادا کیا۔ اس کی تفصیل ہم "تحریکِ مجاہدین" میں بیان کر آئے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ، دربھنگہ:

حضرت میاں صاحب دہلویؒ کے تلامذہ نے ہندوستان کے مختلف صوبہ جات میں دینی درسگاہیں قائم کرلی تھیں، جو تحریک اہلحدیث کے لئے مراکز کی حیثیت اختیار کرگئی تھیں۔ چنانچہ ۱۸۹۸ء کو مولانا ابو محمد ابراہیم آروی نے مدرسہ احمدیہ آرہ کی بنیاد رکھی۔ [۶] ان کے ہجرت کرجانے کے بعد اس کا اہتمام بھی مولانا رحیم آبادی کے سپرد ہوا۔ یہ مدرسہ کئی سال بڑی تندہی سے چلتا رہا اور پورے ہندوستان سے شائقینِ علم اس مدرسہ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

بالآخر حالات کی مجبوری کے تحت مولانا نے یہ مدرسہ دربھنگہ منتقل کردیا۔ جو اَب دارالعلوم دربھنگہ کے نام سے چل رہا ہے۔ مولانا کے بعد بابو عبداللہ رحیم آبادی مدرسہ کے نگران مقرر ہوئے اور ان کی وفات کے بعد ۱۳۴۷ھ کو ڈاکٹر سید محمد فرید دارُالعلوم کے ہو رہے۔

تبلیغی مساعی:

یوں تو ہمارے اَکابر تبلیغ و وعظ اور مسلک اہلحدیث کی نشرواشاعت کے لئے آل انڈیا کے دورے کرتے رہے مگر انہوں نے اپنے خاص علاقوں میں نہایت محنت سے کام کیا اور عمل بالسنۃ کے لئے ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ جب ہم مولانا رحیم آبادی کی تبلیغی مساعی کو ان کے خاص علاقہ کے تناظر سے دیکھتے ہیں تو ان کی محنتِ شاقہ اور حُسنِ انتظام سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے۔

مولانا کا خاص علاقہ مشرقی بہار تھا جو کہ مظفرپور، دربھنگہ، چمپارن اور ترہت پر مشتمل تھا۔ مولانا نے اس علاقہ کے دیہات کے دورے کرکے ہر گاؤں میں ایک سردار مقرر کیا اور چند گاؤں کے لئے ایک ذیلی مرکز بنایا جو اپنے ماتحت مواضعات کو کنٹرول کرتا اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے خود مولانا سال میں ایک یا دو مرتبہ دورہ کرتے تاکہ کتاب وسنت پر عمل کے جذبہ کو بیدار رکھا جاسکے اور شرک وبدعات کو مٹانے کے لئے تازہ دم مساعی عمل میں لائی جاسکیں۔

مجالسِ وعظ:

اس غرض سے سالانہ جلسے رکھے جاتے تاکہ اجتماعی طور پر وعظ ونصیحت کی جاسکے اور گذشتہ سال کے کام کا جائزہ لے کر آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔ اور مولانا ابراہیم آروی اس غرض کے لئے مدرسہ احمدیہ میں "مذاکرہ علمیہ" کے نام سے سالانہ جلسہ کیا کرتے تھے۔

مولانا آروی کی ہجرت کے بعد یہ ذمہ داری مولانا رحیم آبادی پر تھی کہ مدرسہ احمدیہ کے انتظام وانصرام کے ساتھ سالانہ مذاکرہ علمیہ کا بھی اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ مولانا اس ذمہ داری سے باحسن طریق عہدہ برآ ہوتے رہے مولانا نے اس جلسہ کو مدرسہ احمدیہ تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ صوبہ کے دوسرے علاقوں میں بھی یہ اجلاس منعقد ہوتے رہے جن کی افادیت سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اس مذاکرہ علمیہ کے سترہویں جلسہ کے موقع پر ۱۹۰۶ء کو "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" کا وجود عمل میں آیا اور اس سے ایک سال پہلے یعنی ۱۹۰۵ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی تفسیر کی وجہ سے جو نزاع پیدا ہوگیا تھا اس کے تصفیہ کے لئے مولانا رحیم آبادی نے مثبت کوششیں کیں، جن کے پیشِ نظر جلسہ مذاکراہ علمیہ کے موقع پر اس کے لئے حکم مقرر ہوتے تھے۔

تصانیف:

مولانا رحیم آبادی راسخ فی العلم تھے اور ان کی زندگی کا اکثر حصہ تبلیغی مہمات میں گذرا لیکن ساتھ ہی آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں جو باقیات چھوڑی ہیں، وہ اگرچہ آپ کی تبلیغی مہمات کا حصہ ہیں لیکن آپ کے علم وتحقیق پر شاہدِ عدل ہیں۔

سواء الطّریق ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ بغوی [7] نے "المصابیح" کے نام سے حدیث کا مجموعہ ترتیب دیا، جس کے متعلق صاحبِ مشکوٰۃ [8] لکھتے ہیں:

"أجمع کتاب صُنِّف في بابه وأضبط لشوارد الاحادیث وأوابدها"

یعنی یہ کتاب احادیث کا بہترین انتخاب ہے۔ صاحبِ مشکوٰۃ نے اسی المصابیح کو از سر نو مرتب کیا اور احادیث کے مخارج کا اضافہ کر کے کتاب میں جو اُصولی نقص تھا اس کو دور کر دیا۔ اس طرح مشکوٰۃ المصابیح احادیث کا بہترین مجموعہ بن گئی اور ہمارے دینی مدارس میں اس کو مقررات کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

بہت سے علماء نے شروح اور حواشی لکھ کر اس کتاب کی خدمت کی ہے۔ علی القاری کی "مرقاۃ" اور شیخ عبدالحق کی "لمعات" اس کی اہم شروح شمار ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں ایک مکتبِ فکر کی ترجمانی کی گئی ہے، تاہم حلِ مطالب کی حد تک انہوں نے حقِ شرح ادا کر دیا ہے۔ اہل حدیث کے علماء میں سے تاحال کسی نے توجہ نہ دی تھی۔ بالآخر قیامِ پاکستان کے بعد مولانا عبیداللہ المبارکپوری سابق شیخ الحدیث مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی نے ہمت کمر باندھی اور "مرعاۃ المفاتیح" کے نام سے مشکوٰۃ کی جامع ترین شرح لکھی جو ہر لحاظ سے مفید ترین اور کامل شرح ہے۔ تاہم اُردو میں اس کا کوئی ایسا ترجمہ شائع نہ ہو سکا جو سلفی انداز تحقیق کے مطابق تشریحات پر مشتمل ہوتا۔ مولانا ابراہیم آروی نے "طریق النجاۃ" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا تاہم اسے مختصر ترجمہ کہنا اَنسب ہے۔ گو یہ ترجمہ زبان و اسلوب کے لحاظ سے معیاری ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ اس وقت شائع ہوا جبکہ حدیث کے اردو تراجم (صحاحِ ستہ) شائع نہیں ہوئے تھے۔ سو عوام میں بڑا مقبول ہوا۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں ایک دوسرا انتخاب بھی کیا، یعنی مشکوٰۃ میں سے ہر باب کی فصل اول (جو صحیحین کی احادیث پر مشتمل ہے) کا سلیس ترجمہ کیا اور اس کا نام "سواء الطریق" رکھا۔ [9] اور یہ دونوں بزرگ سید نذیر حسین دہلوی (۱۳۲۰ھ) کے ممتاز اور متحرک تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت میاں صاحب کے مشن کو چلانے میں مستعد نظر آتے ہیں۔

ہمارے پاکستانی علماء میں سے حافظ عبداللہ صاحب روپڑی غفراللہ اور حافظ محمد اعظم گوندلوی رفع اللہ درجتہ نے تدریس کے لئے مشکوٰۃ المصابیح کو خاص کیا اور اس کی شروح لکھنے کا بھی عزم کیا تاہم یہ کام کتابُ الایمان سے آگے نہ بڑھ سکا اور کالعدم ہی ہو کر رہ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام پاکستان کے بعد مولانا سلفی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی تشریحی نوٹس کے ساتھ اس کا اُردو ترجمہ شروع کیا تاہم مکمل نہ ہو سکا اور وہ بھی داعیِ اَجل کو لبیک کہہ گئے اس لئے یہ کام بھی تشنۂ تکمیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مردِ مجاہد کو یہ توفیق دے کہ وہ اس کام کو مختصر مگر جامع حواشی کے ساتھ مکمل کر جائے تاکہ عوام اس سے مستفید ہو سکیں یا مولانا آروی کے ترجمہ کو نظرثانی کے ساتھ مکمل کرکے شائع کیا جائے تو یہ کتاب مسلکِ حق کے مقاصد پورے کرنے میں بے حد مفید ہو سکتی ہے۔

حسنُ البیان فیما فی سیرۃ النعمان:

یہ آپ کا دوسرا شاہکار ہے۔ علامہ شبلی مرحوم نے امام ابو حنیفہ کی سیرۃ کیا لکھی کہ زورِ قلم میں بہت سی لغزشوں کا شکار ہو گئے اور بقول شخصے حدیث و تفسیر اور تاریخ و سِیَر کو مسخ کر گئے۔ مولانا رحیم آبادی پہلی شخصیت ہیں، جس نے مولانا شبلی کی کتاب کی باقاعدہ تحقیق کی اور کتاب کی غلطیوں کی نشان دہی کی۔ حتیٰ کہ شبلی مرحوم بھی لغزشوں کی اصلاح پر مجبور ہو گئے۔

سیرۃ النعمان میں مولانا شبلی نے دعویٰ کیا کہ امام ذہلیؒ نے امام بخاریؒ کو اپنی مجلس سے نکال دیا اور امام مالکؒ اور شافعیؒ، فقہاء سے تھے، محدث نہیں تھے اور امام احمد بن حنبل کے مجتہد اور فقیہ ہونے میں اختلاف ہے اور امام ابو حنیفہ کی قلّتِ روایت کی وجہ، ان کی شرائط کا کڑی ہونا ہے اور امام صاحب نے مجلسِ تدوین فقہ قائم کی اور پھر اس مجلس کے ارکان کے اوصاف ذکر کئے ہیں وغیرہ۔ حالانکہ یہ تمام باتیں تاریخی حقائق کے برعکس تھیں۔ اس لئے مولانا رحیم آبادی نے صاحبِ سیرۃ النعمان پر گرفت کی اور یہ گرفت چونکہ صحیح تھی اس لئے شبلی صاحب، دوسرے ایڈیشن میں اصلاح و ترمیم پر مجبور ہو گئے۔

ہدایۃ المعتدی فی القراءۃ للمقتدی:

یہ رسالہ "تحقیق قراءۃ المقتدی" کا جواب ہے، جو مطبع خادم الاسلام کی طرف سے شائع ہوا۔ مولانا رحیم آبادی نے ہدایۃ المعتدی میں اس کا رد کیا اور مطبع فاروقی دہلی سے ۱۳۱۰ھ کو شائع فرمائی۔

روداد مناظرہ مُرشد آباد:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰۵ھ میں ضلع مرشد آباد بنگال میں اہل حدیث اور احناف کے درمیان مجلس مناظرہ قائم ہوئی جو ایک ہفتہ تک جاری رہی۔ اس کی روداد مولانا نے خود مرتب کی، جو کتابی صورت میں شائع کی اور اس پر بطور شہادۃ مولانا ابراہیم آروی اور استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کے تقریظات بھی مرسوم ہیں۔ اس کے مطالعہ سے مولانا کی انشاء پردازی کی بلندی مترشح ہوتی ہے۔

الرق المنشور:

الرق المنشور فی رد فتح الشکور مطبع انصاری دہلی، سے شائع ہوئی، اس پر مصنف کا نام مولانا محمود عالم درج ہے لیکن بعض نے اس کو مولانا کی تصنیف لکھا ہے اور مولانا محمود عالم صاحب مظفرپوری، مولانا رحیم آبادی کے تلمیذ رشید ہیں چنانچہ اس کتاب کے دیباچہ میں مرقوم ہے:

"فتح الشکور مصنفہ میاں چراغ علی عرف حافظ عبدالشکور ساکن ٹانڈی ہے اور مولانا عبدالعزیز کے نام سے اس کا دیباچہ لکھ رہے ہیں۔"

اس کتاب میں تقلید اور اس قسم کے دوسرے مسائل ہیں اور مولانا رحیم آبادی نے اس کا رد لکھا ہے۔ [۱۰]

رمی الجمرہ:

یہ کتاب "جمرہ" نامی کتاب کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کا نام رمی الجمرہ رکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مولانا کے کچھ مسودات بھی ہیں جن میں سے بعض ناکمل ہیں اور جو مکمل ہیں، وہ بھی ابھی تک شائع نہیں ہو سکے۔

دارالعلوم احمدیہ سلفیہ:

مولانا رحیم آبادی دارالعلوم کے لئے زمین تو اپنی زندگی میں ہی خرید چکے تھے اور اس میں پرائمری تعلیم کی حد تک انتظام بھی کردیا تھا پھر بابو عبداللہ رحیم آبادی کی جگہ امیر مقرر ہوئے تو انہوں نے دارالعلوم کی تکمیل کے لئے کوششیں جاری رکھیں۔ بالآخر یہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے نام سے قائم ہوگیا اور بابو عبداللہ کے بعد ڈاکٹر سید محمد فرید صاحب اس کے منصرم رہے اور ان کے بعد سید عبدالحفیظ ڈاکٹر یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔

وفات:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ذیابیطس کے مریض چلے آرہے تھے کافی عرصہ بیمار رہ کر ۴ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۸ء کو عالمِ جاودانی کو سدھار گئے۔

مولانا مرحوم کی وفات پر بہت سے لوگوں نے نظم و نثر کے ذریعہ اپنے قلبی اور جماعتی لگاؤ کا اظہار کیا ہم یہاں پر مولانا ثناء اللہ صاحبؒ اور مولانا محمد ابراہیمؒ سیالکوٹی کے بیانات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ مرحوم ۲۶ مارچ ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں لکھتے ہیں:

آہ مولانا عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ.........!

مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ ـــــــ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

آہ میں اس غم کو کن لفظوں میں لکھوں، قلم لکھ رہا ہے اور آنکھیں اشکبار ہیں اور دل مضطرب! ... مگر مومن کی شان یہ ہے کہ وہی کلمہ کہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے، یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! ہماری جماعت کو باپ کی طرح کون ڈانٹے گا، مُربّی کی طرح ہماری کون خبر لے گا۔ ہماری کانفرنس کی صدارت کون کرے گا، مولانا آپ تو آرام میں جا پہنچے مگر ہماری بھی کوئی خبر ہے، لیجئے میں اب وہی مصرعہ لکھتا ہوں جو آپ کی طرف سے خطِ فرحت پہنچنے پر لکھا کرتا تھا: ع

گیرم کہ غم نیست غم ماہم نیست

آہ! عبدالعزیز آج تو کہاں چلا گیا کہ ہم کو جواب نہیں دیتا..... انا للہ مختصراً

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے ۴ دسمبر ۱۹۲۵ء کو اخبار اہلحدیث میں ایک پیغام قوم کے نام شائع کیا، اس سے قبل ۲۵ فروری ۱۹۲۵ء کو مئو ناتھ بھنجن میں اہل حدیث کانفرنس کا اجلاس ہو چکا تھا جس کا خطبہ استقبالیہ مولوی احمد نے دیا:

"آہ! اس شیر میدان تقریر، سحبان بلاغت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی مرحوم کی جلاو رعب والی پیشانی کا جمال کیسے کراؤں، میں خداوند قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے سارا ہندوستان چھان مارا، مجھے اس قابلیت و جامعیت کی ایک ہستی بھی نظر نہیں آئی۔ چہ جائیکہ چہار یار مولانا ڈیانوی، مولانا پھلواروی، حافظ غازیپوری، اور مولانا رحیم آبادی کا نصاب پورا کر دوں۔ میں محض اعتقاد سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہتا بلکہ اپنی ناقص فراست و مردم شناسی کی بناء پر کہتا ہوں کہ ان چاروں وجودوں نے اپنے پیچھے اپنا بدل نہیں چھوڑا۔ مدعی دعویٰ کرتے پھرے لیکن شیرِ قالین اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے۔ جب سے آخر ۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء کو حضرت رحیم آبادی نے انتقال کیا تو میں نے خطبۂ جمعہ میں پکار کر کہہ دیا تھا کہ جماعت کی طشتری کا سرپوش اٹھ گیا......الخ"

اخبار اہلحدیث میں مولانا امرتسری مرحوم کے بیان کی روشنی میں ہم کہتے ہیں:

مولانا امرتسری نے ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو "اہلحدیث کانفرنس" کے اجلاس منعقدہ آرہ میں فرمایا: [11]

"حاضرین کرام! ابھی کل کا واقعہ ہے کہ اس شہر آرہ میں "مذاکرہ علمیہ" کے نام سے ایک جلسہ منعقد ہوا کرتا تھا اس میں جو علماء شریک ہوتے تھے، آج ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں ان میں چند کے نام یہ ہیں:

حضرت استاذ العلماء حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری

شاہوار میدانِ فصاحت حضرت مولانا رحیم آبادیؒ

مولانا شمس الحق ڈیانویؒ، صاحب عون المعبود

مولانا عبدالرحمٰنؒ صاحب شارح ترمذی

مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب سیرۃ البخاری

جماعت اہلحدیث کے ابراہیم ادھم مولانا شاہ عین الحق پھلواروی

ان کے استاذ مولانا علی نعمت مرحوم

ہندوستان کے استادانِ سیاست، ممبرانِ خاندان صادقپور

مولانا عبدالجبار صاحب عمرپوری۔۔ حکیم نظام الدین صاحب

مولوی مسلم خاں صاحب۔۔ مولوی حکیم ادریس صاحب

مولانا عبدالغفور صاحب۔۔ رحمہ اللہ علیہم اجمعین اللھم اغفرلھم وارفع درجاتھم وأبدلھم داراً خیراً من دارھم و أھلاً خیراً من اھلھم

ان حضرات کی جدائی پر مولانا حالی کی رُباعی یاد آگئی آپ فرماتے ہیں: ع

غالبؔ ہے نہ شیفتہؔ نہ نیرؔ باقی

وحشتؔ ہے نہ سالکؔ نہ انورؔ باقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالی اب انہی کو بزمِ یاراں سمجھو
یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

اخبار اہلحدیث کی تحریک پر جلسہ آرہ مذاکرہ علمیہ ۱۹۰۶ء میں "اہلحدیث کانفرنس" کی بنیاد رکھی گئی، جس کے صدر مولانا عبداللہ غازیپوری اور ناظم مولانا ثناء اللہ امرتسری قرار پائے۔ اس کے بعد ۱۹۰۷ء میں جب محمد پور کواری میں مذاکرہ علمیہ کا جلسہ منعقد ہوا تو اس میں قرار پایا کہ اہلحدیث کانفرنس کی گاڑی پھر سے چلانے کے لئے، ایک دفعہ ملک کا دورہ کرنا ضروری ہے اور اس وفد تین ارکان منتخب ہوئے: مولانا رحیم آبادی کی معیت میں مولانا امرتسری اور میر سیالکوٹی مرحوم۔ سب سے پہلے حافظ محمد امین دہلوی نے جو ان دنوں راج شاہی میں تجارت کرتے تھے، راج شاہی میں پہنچنے کی دعوت دی۔ چنانچہ وفد وہاں پہنچا اور ایک جلسہ بھی منعقد ہوا اس کے بعد یہ وفد کلکتہ چلا آیا اور پھر بنارس، بنارس سے پنجاب کا رخ کیا بعد میں یہ وفد لدھیانہ پہنچا۔ ان دنوں مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ زندہ تھے۔ ان کے ہاں قیام رہا۔ پھر لدھیانہ سے امرتسر، پھر لاہور پھر براستہ امرتسر دہلی پہنچا۔ دہلی میں اس وقت مولوی محمد حسین کوئلے والے زندہ تھے۔ انہوں نے وفد کی مہمانی اور قیام کا انتظام کیا۔ ان کے بھائی حافظ محمد حسن بھی وفد کی مہمان نوازی میں شریک رہے۔

جلسہ آرہ میں یہ طے ہوگیا تھا کہ کانفرنس کا صدر دفتر دہلی میں رہے گا۔ چنانچہ اس کے لئے احبابِ دہلی کو جمع کیا گیا جس میں مولانا عبدالوہاب دہلوی، حافظ حمید اللہ صاحب پھیک والے، مولوی حکیم عبدالوہاب، حافظ عبدالوہاب صاحب، مولوی ابوالحسن صاحب، میاں سید نذیر حسین صاحب دہلوی، حاجی عبدالغفار صاحب علی جان والے، مولوی احمد حسن مرحوم اور مولانا ضمیر مرزا وغیرہ اعیان اہلحدیث کانفرنس کے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔

کانفرنس کے صدر مولوی احمد حسن صاحب قرار پائے اور ناظم مولانا امرتسری ہی رہے۔

دفتری انتظام اور شعبہ مالیات کے سیکرٹری حافظ حمید اللہ صاحب مقرر ہوئے۔

اس کے بعد کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۹۱۲ء کو دہلی میں منعقد ہوا جو بہت پُر رونق رہا اور طے پایا کہ کانفرنس کا آئندہ سالانہ جلسہ امرتسر میں ہوگا اور پھر امرتسر کے بعد پشاور میں کانفرنس کا جلسہ ہوا۔ پشاور والے جلسہ کے صدر ارباب عبدالرؤف خان تھے اس کے بعد کانفرنس کے سالانہ جلسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوجرانوالہ، ملتان، علی گڑھ، بنارس، آگرہ، مئوناتھ بھنجن (اعظم گڑھ) کلکتہ، اور مدراس ایسے مقامات پر ہوتے رہے۔

۱۹۳۹ء کو کانفرنس کا ۲۱واں جلسہ فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں ہوا، جس کے صدر مولانا عبدالقادر صاحب قصوری مرحوم تھے۔ اس کے بعد ۱۹۴۰ء کو کانفرنس کا ۲۲ واں سالانہ اجلاس اپنے مولد یعنی شہر آرہ میں ہوا۔ جس کے صدر مولانا امرتسری مرحوم تھے۔

مولانا رحیم آبادی مرحوم کانفرنس کے اجلاس کلکتہ تک تو شریک رہے۔ اس کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اس لئے آئندہ سال مدراس کے جلسہ میں مولوی محمد حسن کے صاحبزادے نے نظم پڑھی اس میں ایک مصرع یہ تھا:

چہ خوش بودے اگر عبدالعزیز ایں جلسہ مے دیدے

مدراس کا یہ اجلاس ۳ مئی ۱۹۱۸ء کو ہوا (اجلاس کی رپورٹ ۲۴ مئی ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں شائع ہوئی) اس میں ایک نظم پڑھی گئی، جس کا ایک بند یہ تھا: ع

کیا خوب ہوتا وہ بھی گر آج زندہ ہوتے
عبدالعزیز نامی "حسنُ البیان" والے

اس اجلاس کی صدارت حافظ عبداللہ غازی پوری کے سپرد تھی۔ ان کی طرف سے نیابت میں مولوی ابوالبرکات محمد عبداللہ صاحب حیدر آبادی نے خطبۂ صدارت پڑھا۔

۱۵ اپریل ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں مولانا مرحوم کے انتقال پر مولانا امرتسری نے ایک بیان شائع کیا۔ ع

بربلاتے کنو آسمان آید
خانہ بیکساں تلاش کند

جس میں مولانا امرتسری نے مولانا رحیم آبادی کی موت پر تأسف کا اظہار کیا اور پہلے مرحومین کے نام سے جن میں مولانا ڈیانوی، مولانا غزنوی، حافظ وزیر آبادی، مولانا لطف حسین عبدالسلام دہلوی، مولانا آروی، مولانا سہوانی، مولانا عمر پوری مع فرزند، مولانا بقا غازیفوری، مولانا محمد جامری کے نام شامل تھے۔ مولانا نے فرمایا: مولانا رحیم آبادی کے صدمہ نے ان سب کی یاد تازہ کردی ہے اور فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہمارے مفسرین نے رحیین فردا فردا طعمۂ اجل ہو رہے ہیں مصنفین ہمارے دیکھتے ہوئے ہمیں الوداعی سلام کہہ رہے ہیں اور ہم میں کسی وکت و احساس سے خالی ہاتھوں پر ہاتھ دھرے تائید آسمانی کے منتظر ہیں اس کے بعد ۳ مئی ۱۹۱۸ء کو مدراس میں اہلحدیث کانفرنس ہوئی جس کی رپورٹ ۲۴ مئی ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں شائع ہوئی"۔

مناظرات:

مناظرہ بذات خود دعوت و تبلیغ کا جزولاینفک ہے۔ ہر زمانہ میں دعوتِ حق کے لئے مخالفین سے مجادلات و مناظرات بھی ہوتے رہے۔ خود قرآن میں فِرق اربعہ باطلہ سے مجادلات مذکورہ ہیں اور ان کی افادیت بھی مسلّم ہے۔ مولانا سلفی مرحوم اپنے ایک مقالہ میں علمائے اہلحدیث کی مناظرانہ سرگرمیوں کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"بعض بزرگوں نے مناظرات کی راہ اختیار کی۔ وقتی خطرات کے لئے یہ ایک مفید علاج تھا.... اور وقت کی ضرورت کے لحاظ سے ان کے مفید ہونے میں شبہ نہیں کیا جاسکتا، قادیانیت اور بعض دوسرے فرقوں نے عوام میں جس طرح بدعی خیالات کی اشاعت شروع کی تھی، اگر اس کا بروقت علاج نہ کیا جاتا تو آج پانی سر سے گزر گیا ہوتا۔ اگر صورت حال کو جلد از جلد درست نہ کیا جاتا تو قادیانیت ایک عظیم فتنہ کی صورت اختیار کرلیتی"

مولانا رحیم آبادی بھی ایسے دور میں زندگی گذار رہے تھے، جس کو مناظرات کا دور کہا جاتا ہے۔ مولانا شیخ الاسلام امرتسری (۱۸۶۸ء-۱۹۴۸ء) مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور دیگر اکابر اہلحدیث نے دعوت و ارشاد اور تبلیغ کی غرض سے مخالفین سے مناظرات میں اپنی زندگی کا بہترین حصہ اور صلاحیتیں صَرف کرڈالیں اور اسلام سے دفاع کے لئے عیسائیت، مرزائیت، چکڑالویت اور آریہ سماج سے مناظرات کئے اور ان کے اسلام پر اعتراضات کے دنداں شکن جوابات دیئے اور تحریک اہلحدیث کے دائرہ کو آل انڈیا میں وسیع کرنے کے لئے مقلّدین سے بھی مناظرے کئے اور تقلید و جمود کو توڑنے کے لئے متعدد مناظروں میں کامیابی کے جوہر دکھائے، اس طرح توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رحیم آبادی کو بھی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں مناظرات کے میدان میں کودنا پڑا اس ضمن میں اہلحدیث اور احناف کے درمیان بہت سی مجالس مناظرہ منعقد ہوتی رہیں۔ مگران میں مُرشد آباد (بنگال) کے مناظرہ میں کامیابی کی وجہ سے اس علاقہ میں تحریک اہلحدیث کے دائرہ کو وسعت پذیری کا موقع ہاتھ آگیا۔

اس مناظرہ میں فریقین کے اکابر علماء شریک ہوئے۔ اہلحدیث جماعت کی طرف سے مولانا رحیم آبادی کو مناظر مقرر کیا گیا اور اہلحدیثوں کو فتح حاصل ہوئی۔تفصیل کے لئے "مناظرہ مرشد آباد" مطبوعہ کراچی دیکھا جاسکتا ہے اور مولانا کی تالیفات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

خطابت :

مولانا رحیم آبادی فنّ خطابت کے ماہر تھے اور تقریر میں مجمع پر چھا جاتے کہ حاضرین رحیم آبادی کے علاوہ کسی کی تقریر سننا گوارہ نہ کرتے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری "اخبارِ اہلحدیث" میں لکھتے ہیں :[12]

> گر حق یہ ہے کہ مولانا رحیم آبادی کی تقریر کچھ ایسی دلپذیر ہوتی ہے کہ بے ساختہ کہنا پڑتا ہے: ع
>
> اثر بہانے کا پیارے تیرے بیان میں ہے
> کسی کی آنکھ میں، جادو تیری زبان میں ہے

۱۔ اہلحدیث امرتسر ۱۹۲۰ء، نزھۃ الخواطر ۸/ رقم ۲۲۷ ـــــ ۲۔ اخبار اہلحدیث، امرتسر ـــــ ۳۔ حیات ثنائی سوہدروی، ص ۲۳۳ ـــــ ۴۔ اخبار اہلحدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۲۷ء ـــــ ۵۔ اخبار اہلحدیث امرتسر مجریہ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۶ء ـــــ ۶۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: تذکرۃ مولانا ابراہیم آروی، محدّث، نومبر ۹۴ء ـــــ ۷۔ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ء ـــــ ۸۔ الشیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری و التبریزی ـــــ ۹۔ اس کا پہلا ایڈیشن مطبع فاروقی میں طبع ہوا اور دوسرا اور تیسرا ایڈیشن دارالعلوم احمد سلفیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔ ـــــ ۱۰۔ فضل الرحمٰن، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ـــــ ۱۱۔ اخبار اہلحدیث دہلی، ۱۵ نومبر ۱۹۵۱ء کو یہ تقریر دوبارہ شائع ہوئی۔ ـــــ ۱۲۔ اہلحدیث امرتسر مجریہ ۴۔ اپریل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895 Phone : 852897

'MUHADDIS' Lahore

- ❑ عناد اور تعصب قوم کے لئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ----- لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم امت کے لئے رحمت کا باعث ہے۔
- ❑ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار' انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ----- لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا امت کی تباہی کا سبب ہے۔
- ❑ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ----- لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرت اسلامی سے یکسر انحراف ہے
- ❑ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمت عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے ----- لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔
- ❑ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے -- لیکن

  ؎ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
- ❑ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عباد صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ----- لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

❁

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

محدث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے۔ ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرز فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زر سالانہ: 100 روپے　　　　فی پرچہ: 30 روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ